

هفت روزہ خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

جلد ۳ | ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹ جولائی ۱۹۵۷ء | شمارہ ۰

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ یَخْرُجُ مِنْ عَیْنَیْہِ دُمُوْعٌ وَاِنْ کَانَ مِثْلَ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ ثُمَّ یُصِیْبُ شَیْئًا مِنْ حُرِّ وَجْہِہٖ اِلَّا حَرَّمَہُ اللّٰہُ عَلَی النَّارِ (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ:۔ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خدا کا کوئی مومن بندہ ایسا نہیں۔ جس کی آنکھوں سے خوف خدا میں آنسو نکلیں۔ اگرچہ وہ آنسو مکھی کے سر کے برابر ہوں۔ پھر وہ آنسو اس کے خوبصورت چہرہ پر پہنچیں۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ کو حرام کر دیتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْھُمْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی قَالَ فَمَنْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ۔ ابی سعید کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تم لوگ البتہ ان لوگوں کی تقلید و پیروی کرو گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ بالشت برابر بالشت اور ہاتھ برابر ہاتھ۔ یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں بیٹھے ہوں گے تو تم اس میں بھی اس کا اتباع کرو گے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ (کیا آپ کی مراد) یہود و نصاریٰ سے ہے۔ آپ نے فرمایا وہ نہیں تو پھر اور کون (بخاری و مسلم)

عَنْ مِرْدَاسِ نِ الْاَسْلَمِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَذْھَبُ الصَّالِحُوْنَ الْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ وَتَبْقٰی حُثَالَۃٌ کَحُثَالَۃِ الشَّعِیْرِ اَوِ التَّمْرِ لَا یُبَالِیْھِمُ اللّٰہُ بَالَۃً (رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ مرداس اسلمی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مرتے رہیں گے نیک بخت لوگ یکے بعد دیگرے اور باقی رہیں گے ردّی و بے کار (یعنی بد اور بدکار) مانند جو کی بھوسی اور کھجور کی بھوسی کے جن کی اللہ تعالےٰ کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ (بخاری)

وَعَنْ حُذَیْفَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَقْتُلُوْا اِمَامَکُمْ وَتَجْتَلِدُوْا بِاَسْیَافِکُمْ وَیَرِثَ دُنْیَاکُمْ شِرَارُکُمْ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی۔ جبتک تم اپنے امام (خلیفہ یا سلطان) کو قتل نہ کرو گے اور آپس میں ایک دوسرے کو اپنی تلواروں سے نہ مارو گے اور تمہاری دنیا کے مالک تمہارے شریر و بدکار لوگ نہ ہو جائیں گے۔ (ترمذی)

وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَکُوْنَ اَسْعَدَ النَّاسِ بِالدُّنْیَا لُکَعُ ابْنُ لُکَعٍ رواہ الترمذی والبیہقی فی دلائل النبوۃ

ترجمہ:۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی۔ جب تک کہ دنیا میں سب سے زیادہ نصیبہ ور اور دولت مند وہ شخص نہ بن جائے گا جو احمق ہے اور احمق کا بیٹا ہے (یعنی بد اصل اور بدسیرت اشخاص دنیاوی جاہ و جلال اور دولت کے مالک نہ ہو جائیں گے۔

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ کَعْبٍ الْقُرَظِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَنْ سَمِعَ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ اِنَّا لَجُلُوْسٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ فَطَلَعَ عَلَیْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ مَا عَلَیْہِ اِلَّا بُرْدَۃٌ لَہٗ مَرْقُوْعَۃٌ بِفَرْوٍ فَلَمَّا رَاٰہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَکٰی لِلَّذِیْ کَانَ فِیْہِ مِنَ النِّعْمَۃِ وَالَّذِیْ ھُوَ فِیْہِ الْیَوْمَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ بِکُمْ اِذَا غَدَا اَحَدُکُمْ فِیْ حُلَّۃٍ وَرَاحَ فِیْ حُلَّۃٍ وَوُضِعَتْ بَیْنَ یَدَیْہِ صَحْفَۃٌ وَرُفِعَتْ اُخْرٰی وَسَتَرْتُمْ بُیُوْتَکُمْ کَمَا تُسْتَرُ الْکَعْبَۃُ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ نَحْنُ یَوْمَئِذٍ خَیْرٌ مِّنَّا الْیَوْمَ نَتَفَرَّغُ لِلْعِبَادَۃِ وَنُکْفَی الْمُؤْنَۃَ قَالَ لَا اَنْتُمُ الْیَوْمَ خَیْرٌ مِّنْکُمْ یَوْمَئِذٍ (رواہ الترمذی)

ترجمہ صفحہ ۸ کالم ۳ پر

منکرِ حدیث سے خطاب

(از جناب عابد سیمابی صاحب انبالوی۔ ماخوذ نغمات صداقت)

تُو منکرِ رسولؐ ہے اے منکرِ حدیث
ناداں یہ تیری بھول ہے اے منکرِ حدیث
تُو سرکش و جہول ہے اے منکرِ حدیث
تجھ سے جہاں ملول ہے اے منکرِ حدیث
تجھ کو نبیؐ کے قول کا کچھ پاس کیوں نہیں؟
کاذب خُدا کے خوف کا احساس کیوں نہیں؟

بالا ہے شان سب سے رسولؐ انام کی
تفسیر ہے حدیث، خُدا کے کلام کی
منکر کو کیا خبر ہے نبی کے مقام کی
ہے "کور" سے نہاں ضیا ماہ تمام کی
ہے جن کے دِل میں جاگزیں اُلفت رسولؐ کی
وہ جانتے ہیں رفعت و عظمت رسولؐ کی

داجل تُو لا کلام ہے اے منکر حدیث
تلبیس تیرا کام ہے اے منکرِ حدیث
تو اسپِ بے زمام ہے اے منکر حدیث
شیطاں کا تُو غلام ہے اے منکرِ حدیث
رکھتا ہی جبکہ بغض شہ انبیاء سے ہے
کیوں کر کہوں کہ تجھ کو محبت خدا سے ہے

کیوں نہ عزیز ہو مجھے سُنّت رسولؐ کی
جب طاعتِ خُدا ہے اطاعت رسولؐ کی
ممکن نہیں بُھلا دُوں کرامت رسولؐ کی
عابدؔ ہے نقش دِل پہ محبت رسولؐ کی
اے منکرِ حدیث خُدا کے غضب سے ڈر
کیوں افترا سے کام تُو لیتا ہے بے خبر

ہفت روزہ
خدام الدین لاہور

جلد ۳ | ۲۰- ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹- جولائی ۱۹۵۷ء | شمارہ ۱۰

فلموں کا اثر

حکومت نے بیرونی فلم درآمد کنندگان سے بذریعہ ایک گشتی مراسلہ کہا ہے کہ وہ انتہائی مخرب الاخلاق فلموں کی درآمد بند کر دیں کیونکہ ان سے قوم میں غلط رجحانات پرورش پا رہے ہیں۔ اسی مراسلہ میں نکلسن روڈ فائرنگ کیس کا حوالہ دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ اس میں ماخوذ دو نوجوانوں کی خلافِ قانون حرکات محض فلم بینی کا نتیجہ تھیں۔ اس سے قبل لاہور کے ایک سیشن جج نے ایک مقدمہ کا فیصلہ دیتے ہوئے اسی قسم کا اظہار کیا تھا۔

قارئینِ کرام! اس کو کہتے ہیں ع جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ قوم کے بہی خواہ لاکھ واویلا کریں کہ فلموں کو ختم کیجئے۔ ان کی وجہ سے قوم بد اخلاقی کے گڑھے کی طرف کشاں کشاں جا رہی ہے۔ غریب قوم کے کروڑوں روپے ماہانہ انگریز اور ہندو کی جیبوں میں جاتے ہیں۔ لیکن انہیں تو تنگ نظر، قدامت پرست، مذہبی دیوانے، کے ناموں سے نوازا جائے اور اب شکایت کیوں؟ کیا ہم یہی بات پہلے نہ کہتے تھے؟

ـــہ ہرچہ دانا کند کند ناداں
لیک بعد از خرابیٔ بسیار

انگریز نے مسلمان کے ہاتھ سے شمشیر و سناں چھین کر طاؤس و رباب دے دیا۔ شبینہ تفریحات کے بے شمار سامان مہیّا کر دیئے۔ قوم کو غلط راہ پر ڈال دیا۔ خیر آزادیٔ ملک کے بعد سراسر اس کو مطعون کرنا بھی انصاف نہیں۔ آخر ہم بھی حواسِ خمسہ رکھتے ہیں۔ کیا کیا بُرے بھلے کی تمیز نہیں کر سکتے؟ یقیناً کر سکتے ہیں۔ لیکن چند ساعتی دماغی عیاشی حاصل کرنے کی خاطر اپنا دین، اخلاق۔ وقت اور پیسہ بے تحاشا برباد کر رہے ہیں

ایک اخباری اطلاع کے مطابق ½۱ لاکھ پاکستانی مرد و زن روزانہ سینما دیکھتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں ½۱ لاکھ مسلمان روزانہ لاکھوں روپے برباد کرتے ہیں اور بد اخلاقی کے جراثیم قبول کرتے ہیں۔

دوسری طرف حکومت ہے کہ خود فلموں کی سرپرستی کر رہی ہے اندھا دھند فلمیں بن رہی ہیں۔ بے شمار ذرائع سے ان کی پبلسٹی ہوتی ہے۔ اخباروں، رسالوں، کتابوں میں فلموں کے اشتہار بکثرت دیئے جاتے ہیں۔ حد سے زیادہ فلم بینی کا اشتیاق پیدا کیا جاتا ہے۔ ترغیب دلائی جاتی ہے۔ ریڈیو پر گانوں کو فلموں کا نام لے لے کر نشر کیا جاتا ہے۔ اس طرح جنسی لٹریچر وغیرہ اور بھی جذبات کو برانگیخت کرنے کے سامان ہیں۔ علاوہ اس کے مذہب سے بیزاری۔ دین دار طبقہ سے گریز اور اخلاقی لٹریچر سے ناواقفیت کی حد ہے۔ حکومت کم از کم اس نتیجہ پر تو پہنچ چکی ہے۔ کہ بعض فلمیں نہیں ہونی چاہئیں۔ ہماری گزارش یہ ہے۔ بعض کیا سب فلمیں قطعاً بد اخلاقی کی جڑ ہیں۔ ہر فلم میں کم و بیش ناجائز جنسی محبت کی لوح تحلیل ہوتی ہے۔ اور یہی رسم اپنے اندر ایسی کشش رکھتی ہے کہ لاکھوں افراد باوجود روکنے کے فلم دیکھنے سے نہیں رُکتے۔ ان مہلک اثرات کے ساتھ ساتھ فلموں میں چوری، ڈاکہ زنی اغوا وغیرہ کے مناظر پیش کئے جاتے ہیں۔ جن کو انسانی طبع بکمال رغبت قبول کرتی ہے۔ اور بوقت ضرورت عملی طور پر کر گزرتی ہے، جیسا کہ خود حکومت کے مراسلہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

سینما وغیرہ تعلیمی مقاصد کے لئے مفید ہو یا نہ ہو فی الحال اس سے بحث نہیں۔ کم از کم موجودہ، انگریزی، امریکی، ہندوستانی، پاکستانی اور پنجابی سب کی سب فلمیں اپنے اندر کوئی اچھائی نہیں رکھتیں یہاں تک کہ بعض غیر ملکی فلمساز ایسی فلمیں بنا ڈالتے ہیں جن کی براہِ راست مذہب اسلام پر زد پڑتی ہے اور عالمگیر احتجاج کے تحت ان کی نمائش کی بندش قرار پاتی ہے۔ اس لئے حکومت اور ہمارا تمام کا تمام معاشرہ اس امر کا احساس جتنی جلدی ہو سکے کرے کہ فلم اور اخلاق دو متضاد چیزیں ہیں ایک کی موجودگی میں دوسری نہیں ہو سکتی۔ اگر اخلاق کی حفاظت درکار ہے تو فلموں کی موجودہ حالت کو یکسر ختم کیجئے۔

قرارداد

آج بروز جمعہ مورخہ ۵- جولائی ۱۹۵۷ء جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور میں مسلمانانِ لاہور کا یہ اجتماع اس امر پر اظہارِ تشویش کرتا ہے کہ بعض بریلوی آئمہ مساجد لاؤڈ سپیکروں پر اپنی تقریروں میں دیوبندی فرقہ کے بزرگوں کے نام لے کر ان کو علی الاعلان بُرا کہتے ہیں جس سے اُن کے خدّام کی طبائع میں اشتعال پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اور اس طرح صوبہ کی فضا کے مکدر ہونے اور نقضِ امن کا خطرہ ہے۔ یہ اجتماع حکومت مغربی پاکستان سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے۔ کہ وہ لاؤڈ سپیکروں پر دل آزار تقریروں پر فوری پابندی عائد کر کے ناخوشگوار واقعات کا سدِّ باب کرے۔

صدر مرکزی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان
احمد علی

عیدالاضحیٰ نمبر

بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے عیدالاضحیٰ نمبر وقت پر شائع نہ ہو سکا۔ منگل کی بجائے پرچہ جمعرات کو تیار ہُوا۔ اس لئے جمعہ کے روز سپردِ ڈاک کیا گیا۔ بعض احباب کو حسبِ معمول کے مطابق پرچہ نہ پہنچا تو انہوں نے دفتر کو اطلاع دیدی کہ پرچہ نہیں ملا۔ ہمیں افسوس ہے کہ ان کو ذہنی کوفت ہوئی۔ اب ہم ان سے اور باقی حضرات سے جن کو اب تک پرچہ نہیں ملا درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ اگر اب تک ان کو عیدالاضحےٰ نمبر نہ ملا ہو تو دوبارہ ارسال مفت کر دیا جائے

خطبہ اور مجلس ذکر

عیدالاضحیٰ نمبر میں ۲۷- جون کی مجلسِ ذکر اور ۲۸- جون کا خطبہ جمعہ پیش کیا گیا تھا۔ پہلے تو خیال تھا اور اعلان بھی کر دیا گیا تھا کہ ... جولائی کا شمارہ شائع نہ ہوگا۔ لیکن بعد میں یہ خیال ہُوا کہ آٹھ صفحہ کا ایک شمارہ جس میں فقط ۴- جولائی کی مجلس ذکر اور ۵- جولائی کا خطبہ ...

باقی صفحہ ۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۳- ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۲- جولائی ۱۹۵۷ء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے خلیفہ راشد حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

آپ کا نسب نامہ

عثمان بن عفان بن ابو العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب القرشی الاموی ابو عمرو عرف ابو عبداللہ و ابو لیلیٰ -

آپ کی ولادت

آپ چھ سال بعد از واقعہ فیل پیدا ہوئے - اور ابتدائی مسلمانوں میں سے ہیں- آپ ان لوگوں میں سے ہیں- جن کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کی طرف بلایا تھا-

آپ کی ہجرت اور حضور انور کی دو صاحبزادیوں سے نکاح

آپ نے دو ہجرتیں کیں - ایک مرتبہ حبشہ کی طرف اور دوسری مدینہ کی طرف حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل از نبوت ان کا نکاح ہوا تھا- جنہوں نے ایام غزوۂ بدر میں آپ کے پاس انتقال کیا- اور بوجہ تیمارداری حضرت رقیہؓ کے باجازت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ جنگ میں شریک نہ ہو سکے- لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حصہ عطا کیا- اور اجر دیا- اسی وجہ سے آپ اہل بدر میں شمار کئے جاتے ہیں- جس وقت فتح بدر کی خبر لے کر لوگ آئے- اس وقت حضرت رقیہؓ کو مدینہ میں دفن کیا گیا تھا- ان کے انتقال کے بعد جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ام کلثوم- رقیہ کی ہمشیرہ سے آپ کا نکاح کیا- جنہوں نے ۹ سنہ ہجری میں انتقال کیا-

آپ کی خصوصیت

علماء کرام کا بیان ہے کہ سوائے حضرت عثمانؓ کے کوئی شخص ایسا نہیں ہوا- جس کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں رہی ہوں اسی لئے آپ کا نام ذی النورین رکھا گیا ہے-

آپ کے مناقب

آپ سابقین اولین اور پہلے مہاجرین سے اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں- جن کے لئے جنت کی خوشخبری دی گئی ہے- اور ان چھ آدمیوں میں سے ہیں- جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات شریف کے وقت تک خوش تھے- آپ ان لوگوں میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے قرآن شریف کو جمع کیا- بلکہ ابن عبادہ کا تو یہ قول ہے کہ سوائے حضرت عثمانؓ اور مامون کے اور کسی نے قرآن شریف جمع نہیں کیا-

حضور انور کی حیات طیبہ میں خلافت کا عطا ہونا

ابن سعد کی روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ ذات الرقاع اور غطفان کی طرف تشریف لے گئے تو حضرت عثمانؓ ہی کو مدینہ منورہ میں اپنا خلیفہ تجویز کر کے چھوڑ گئے تھے-

آپ کتنی احادیث کے راوی اور آپ سے روایت کرنے والے

آپ نے ایک سو چھیالیس حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں- اور آپ سے روایت کرنے والے مندرجہ ذیل حضرات ہیں-

زید بن خالد جہنی- ابن زبیر- سائب بن یزید- انس بن مالک- زید بن ثابت- سلمہ بن اکوع- ابو امامہ باہلی- ابن عباس- ابن عمر- عبداللہ بن مغفل ابو قتادہ- ابوہریرہ اور دیگر صحابہ اور تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

آپ پر حدیث شریف کی ہیبت

عبدالرحمن بن حاطب سے روایت ہے- کہ حضرت عثمانؓ بڑی خوبصورتی کے ساتھ حدیث بیان فرمایا کرتے تھے- اور آپ پر حدیث کی سخت ہیبت پڑا کرتی تھی-

ملاء اعلیٰ میں آپ کا لقب ذوالنورین

خثیمہ نے فضائل صحابہ میں عساکر سے روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کسی نے حضرت عثمانؓ کا حال پوچھا- تو آپ نے فرمایا- کہ ان کا کیا پوچھنا ہے- وہ ملاء اعلیٰ میں ذوالنورین کے خطاب سے مشہور ہیں- ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں رہی ہیں

حضرت عثمانؓ کی والدہ رسول اللہ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام تھا اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب عبد شمس اور ان کی والدہ (حضرت عثمانؓ کی نانی) حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب بن ہاشم تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کے ساتھ توام پیدا ہوئی تھیں- لہٰذا اس رشتہ سے حضرت عثمانؓ کی والدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کی بیٹی تھیں-

ابتدائی اسلام لانے والوں میں آپ کا نمبر چوتھا ہے

ابن اسحٰق کی روایت ہے- کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ اور زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد آپ ایمان لائے تھے-

آپ کا حلیہ

ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ آپ میانہ قد اور خوبصورت تھے- سرخی مائل زرد رنگ کا چہرہ کا تھا- جس پر چیچک کے نشانات تھے- داڑھی بہت گھنی تھی- ہڈی چوڑی

تھی - رنگ میں سرخی بہت جھلکتی تھی - دونوں شانوں میں بہت فاصلہ تھا- پنڈلیاں بھری بھری تھیں - ہاتھ لمبے لمبے تھے - اور ان پر بال تھے - سر پر گھونگر والے بال تھے - دانت بہت خوبصورت تھے - کن پٹی کے بال بہت نیچے آئے ہوئے تھے -

آپ کی خوبصورتی کی تعریف

ابن عساکر نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن حزم مازنی کہتے ہیں کہ میں نے کسی مرد یا عورت کو حضرت عثمانؓ سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا- ایسا ہی موسےٰ بن طلحہ کا قول ہے کہ آپ سب سے زیادہ خوبصورت تھے -

آپ کی استقامت

ابن سعد نے محمد بن ابراہیم سے روایت کی ہے کہ جب آپ نے اسلام قبول کیا تو آپ کو آپ کے پھوپھا حکم بن العاص پکڑ کر لے گئے- اور ایک کوٹھڑی میں قید کر دیا- اور کہا کہ چونکہ تو نے اپنے بزرگوں کا دین چھوڑ دیا ہے اور ایک نیا دین اختیار کر لیا ہے- اس لئے خدا کی قسم میں تجھے بالکل نہیں چھوڑوں گا- تاوقتیکہ تم نئے دین سے نہ پھر جاؤ- حضرت عثمانؓ نے قسم کھا کر کہا کہ میں کبھی یہ دین نہیں چھوڑونگا حکم نے آپ کا یہ استقلال دیکھ کر آپ کو چھوڑ دیا-

حبشہ کی طرف سب سے پہلے ہجرت

ابولیلی بذریعہ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے حبشہ کی طرف ہجرت کی وہ حضرت عثمانؓ بن عفان تھے- آپ کے چلے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا عثمانؓ کے ساتھ ہو-

رحمۃ للعالمین کی زبان سے آپ کی تعریف

ابن عدی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کیا تو آپ نے صاحبزادی سے فرمایا کہ تمہارے شوہر تمہارے دادا ابراہیم اور تمہارے باپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بہت مماثل ہیں

آپ کے فضائل

امام ترمذی نے عبدالرحمٰن بن خبابؓ سے روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا- اُس وقت آپ لشکر عسرت کی تیاری میں مصروف تھے- حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کہ میں سو اُونٹ مع پالان گلیم وغیرہ فی سبیل اللہ کے دیتا ہوں- چنانچہ لشکر میں اُونٹ پیش کر دیئے- اور تھوڑی دیر میں اور دو سو اُونٹ مع سامان پالان وغیرہ پیش کئے- پھر کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آٹھ سو اُونٹ مع پالان وغیرہ فی سبیل اللہ اور دیتا ہوں- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- کہ اگر اب عثمانؓ کوئی نفلی کام نہ بھی کرے تو اُس کو کوئی ضرورت نہیں ہے-

ترمذی نے انسؓ سے اور حاکم نے عبدالرحمٰن بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ جب لشکر عسرہ کی تیاری ہو رہی تھی تو حضرت عثمانؓ نے ہزار دینار لاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں ڈال دیئے- حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) دیناروں کو اُلٹاتے اور فرماتے تھے- کہ اگر اب کوئی نفلی کام عثمانؓ نہ کرے- تو کوئی مضائقہ نہیں ہے-

ترمذی نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ بیعت رضوان کے وقت حضرت عثمانؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بطور ایلچی کے مکہ معظمہ میں گئے ہوئے تھے- لوگوں نے جب بیعت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمانؓ خدا اور خدا کے رسولؐ کے کام پر گئے ہوئے ہیں اور اپنا ہاتھ بمنزلہ ہاتھ عثمانؓ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر گویا ان سے بیعت لی- ظاہر ہے کہ اس صورت میں آپ کا دست مبارک حضرت عثمانؓ کے دست مبارک سے کہیں بہتر تھا- اور اس سے آپ کی کتنی بڑی فضیلت نکلتی ہے-

ترمذی اور حاکم نے روایت کی کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ خدا تعالیٰ تمہیں ایک قمیص (خلافت) عطا کرے گا- جب منافق اسے اُتار دینے کو کہیں- تو نہ اُتارنا- یہاں تک کہ تو مجھ سے آملے-

بروایت ترمذی از حضرت عثمانؓ اسی بناء پر آپ نے جس روز کہ آپ محصور ہوتے ہیں- فرمایا تھا- کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد لیا ہے- اور میں اسی پر صابر ہوں-

حاکم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ آپ (حضرت عثمانؓ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو دفعہ جنت مول لے لی ہے- ایک جب چاہ رومہ کھودا گیا- دوئم جب لشکر عسرہ کی تیاری ہوئی

خلافت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسند احمد میں ابی وائل سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰنؓ بن عوف سے پوچھا گیا کہ آپ نے حضرت عثمانؓ سے کن وجوہات پر بیعت کی اور حضرت علیؓ کو کن دلائل سے ترک کیا- اُنہوں نے کہا کہ میں نے اولاً حضرت علی سے پوچھا- کہ میں آپ سے حکم اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سیرت حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ خطاب کے مطابق بیعت کروں آپ نے جواب دیا کہ جیسے تمہاری مرضی- پھر میں نے یہی بات حضرت عثمانؓ سے پوچھی انہوں نے جواب دیا- ہاں- ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمانؓ سے علیحدہ بھی لے جا کر پوچھا- کہ اگر میں آپ سے بیعت نہ کروں- تو آپ مجھے کس کی بیعت کرنے کی رائے دیتے ہیں- آپ نے کہا کہ علیؓ سے- پھر میں نے حضرت علیؓ سے یہی سوال کیا- اُنہوں نے حضرت عثمانؓ کا نام لیا- پھر میں نے زبیرؓ سے پوچھا- تو اُنہوں نے کہا- کہ علیؓ یا عثمانؓ سے- پھر سعد کو بُلا کر ان سے بھی یہی سوال کیا- اور کہا- کہ تم جانتے ہو- کہ میرا یا تمہارا تو کوئی ارادہ خلافت کا نہیں ہے- انھوں نے حضرت عثمانؓ کا نام لیا- پھر اور اعیان امت سے پوچھا تو ان کی کثرت رائے حضرت عثمانؓ ہی کی طرف تھی-

حضرت عثمانؓ سے بیعت کا سن

سنہ ۲۳ھ میں حضرت عمرؓ کے دفن سے تیسرے روز آپ سے بیعت کی گئی-

آپ کے زمانہ کی فتوحات

سنہ ۲۴ھ میں رے اور ملک روم کے بہت سے قلعے فتح ہوئے حضرت عثمان رض نے مغیرہ کو حکومت کوفہ سے معزول کر کے سعد بن وقاص کو وہاں کا حاکم مقرر کیا۔ اس سال لوگوں کی نکسیریں بہت جاری ہوئیں۔ چنانچہ حضرت عثمان رض بھی اس میں مبتلا ہو گئے اور حج کو نہ جاسکے۔ بلکہ مایوس ہو کر آپ نے وصیت بھی کر دی۔ اسی وجہ سے اس سال کا نام اہل عرب نے نکسیر کا سال رکھ دیا۔

سنہ ۲۶ھ میں سابور فتح ہوا اور حضرت عثمان رض نے کچھ مکانات خرید کر مسجد حرام کو وسیع کیا۔

سنہ ۲۷ھ میں معاویہ رض نے جہاز پر فوج لے جا کر قبرص پر حملہ کیا۔ اس لشکر میں عبادہ بن الصامت مع اپنی بیوی ام حرام بنت ملحان انصاری کے شامل تھے۔ آپ کی بیوی گھوڑے سے گر کر انتقال کر گئیں اور وہیں قبرص میں دفن ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی ان کو خبر دے چکے تھے کہ تم فلاں جگہ مروگی۔ اور اس لشکر کے لئے دعا فرما چکے تھے۔ اسی سال ارجان اور دارابجرد فتح ہوا۔ اور حضرت عثمان رض نے حضرت عمرو بن عاص کو مصر سے معزول کر کے ان کی جگہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو بھیجا۔ انہوں نے وہاں جا کر افریقہ پر حملہ کیا۔ اور کل کوہ دشت وغیرہ کو فتح کر کے تمام ملک پر قبضہ کر لیا۔ اس میں مسلمانوں کو مال غنیمت بہت ہاتھ آیا۔ حتی کہ فی سپاہی بقولے ہزار و بقول تین ہزار دینار حصہ میں آئے۔ پھر اسی سال اندلس کو فتح کیا۔

سنہ ۲۹ھ میں اصطخر اور فساء وغیرہ ممالک ملحقہ فتح ہوئے۔ اور اسی سال میں حضرت عثمان رض نے مسجد مدینہ منورہ کو وسیع کیا۔ اس میں منقوش پتھر لگائے۔ اور پتھر ہی کے ستون بنائے۔ چھت میں ساگوان کی لکڑی لگائی۔ اور مسجد کو طولاً ایک سو ساٹھ گز اور عرضاً ڈیڑھ سو گز کر دیا۔

سنہ ۳۰ھ میں جور اور خراسان کا اکثر حصہ نیشاپور۔ طوس۔ سرخس۔ مرو۔ اور بیہق فتح ہوئے۔ ان فتوحات سے مال کی آمد کی ہر جانب سے ایسی کثرت ہوئی۔ کہ خزانے بنانے پڑے۔ اور حضرت عثمان رض نے دل کھول کر روپیہ لوگوں کو بانٹا۔ یہاں تک کہ ہر شخص کو ایک ایک لاکھ بدرے ملے جن میں چار چار ہزار اوقیہ تھے۔

سنہ ۳۱ھ سے سنہ ۳۴ھ تک کے واقعات مفصل معلوم نہیں ہوسکے۔

سنہ ۳۵ھ میں حضرت عثمان رض شہید کئے گئے۔

حضرت عثمان رض سے لوگوں کی ناراضگی کا سبب

زہری فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رض نے بارہ سال خلافت کی۔ چھ سال تک کسی کو کوئی شکایت آپ سے پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ آپ کو قریش حضرت عمر رض کی نسبت بھی زیادہ اچھا سمجھتے تھے۔ کیونکہ حضرت عمر رض کی مزاج میں شدت زیادہ تھی۔ لیکن پھر آپ نے بہت نرمی کرنی اور اپنے اعزہ و اقربا کو عامل بنانا شروع کیا۔ اور مروان کو ملک افریقہ کا خمس معاف کر دیا اور اپنے اقربا کو بہت سا مال دے ڈالا۔ اور اس کی تاویل میں فرمایا کہ گو حضرت ابوبکر رض و عمر رض نے نہیں کیا۔ مگر میں حکم خدا کے موافق صلہ رحم کرتا ہوں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں میں آپ کے خلاف شورش پیدا ہوگئی (ابن سعد)

حضرت عثمان رض کی شہادت کا حسرتناک واقعہ

ابن عساکر نے لکھا ہے کہ زہری کہتے ہیں۔ کہ میں نے سعید بن مسیب سے حضرت عثمان رض کی شہادت کا حال پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ قصہ یہ ہے کہ حضرت عثمان کی خلافت بعض صحابہ کو کو ناگوار ہوئی۔ کیونکہ یہ سب کو معلوم تھا کہ آپ اپنے اعزہ و اقربا کی بہت رعایت کرتے ہیں۔ آپ بارہ برس خلیفہ رہے۔ اس وقت اس قسم کے کئی ایک بنی امیہ سے عامل تھے۔ جو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی نہ تھے۔ اور جن کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اچھا نہ جانتے تھے۔ مگر آپ چھ برس برابر ان صحابہ کی تالیف قلوب کرتے رہے۔ جو آپ کے خلاف تھے۔ اور ان کو معزول نہ کیا۔ لیکن پچھلے چھ برسوں میں اپنے چچا کی اولاد پر مہربان ہوئے۔ اور ان کو مع ان کے ہم خیال و شرکاء کے عامل کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ عبداللہ ابو سرح کو مصر کا حاکم مقرر کیا۔ اس کو وہاں دو ہی برس ہوئے تھے کہ اہل مصر ان کی شکایت ظلم کرنے کے لئے دار الخلافہ میں آئے۔ اس سے پہلے عبداللہ بن مسعود۔ ابوذر۔ اور عمار بن یاسر کے معاملات میں بنو ہذیل بنو زہرہ کے دلوں میں اور ابن مسعود کے معاملہ کی نسبت بنو غفار اور اس کے احلاف کو حضرت عثمان رض سے شکایت پیدا ہو چکی تھی۔ اہل مصر کی شکایت نے اور بھی بارود کا کام دیا۔ جس نے ابی ذر کے دل میں بہت رنجش ڈال دی اور بنو مخزوم کے متعلق عمار بن یاسر آپ سے بہت خشمناک ہوئے۔ اہل مصر ابن ابی سرح کے ظلم سے روتے ہوئے پھر آپ کے پاس آئے۔

پس حضرت عثمان رض نے عبداللہ بن ابو سرح کو تہدیدی نامہ لکھا۔ مگر اس نے کچھ پرواہ نہ کی۔ اور ممنوعہ امورات کی تعمیل سے انکار کیا۔ اور جو لوگ دار الخلافہ میں شکایتیں کرنے آئے تھے ان کو مارا پیٹا۔ اور بعض کو قتل کرا دیا۔ یہ حالت دیکھ کر مصر کے سات سو آدمی دار الخلافہ میں آئے۔ اور صحابہ سے عبداللہ بن ابو سرح کی شکایتیں کیں۔ اور خاص یہ کہ اس نے اوقات نماز میں تبدیلیاں کر دی ہیں۔ طلحہ بن عبداللہ نے حضرت عثمان رض سے اس معاملہ میں سختی سے گفتگو کی۔ اور حضرت عائشہ نے آپ سے کہلا بھیجا کہ صحابہ آپ سے چاہتے ہیں کہ آپ اپنے عامل کو موقوف کر دیں۔ مگر باوجود اس کے کہ اس پر قتل کے الزام لگائے گئے ہیں آپ اس کو معزول کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ آپ کو چاہئے کہ اس کو سزا دیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی آپ سے کہا۔ کہ یہ لوگ عامل پر خون کا دعوی کرتے ہیں اور معاوضہ قتل چاہتے ہیں اور صرف یہ چاہتے ہیں۔ کہ

عبداللہ بن ابو سرح کی جگہ دوسرا آدمی مقرر کر دیں - بہتر یہ ہے کہ آپ اس کو معزول کر دیں - اور اگر بعد تحقیقات ان کا دعوٰی صحیح معلوم ہوتا ہو تو انصاف کریں - حضرت عثمانؓ نے فرمایا - کہ بہتر ہوگا کہ یہی لوگ خود اپنے لئے کوئی عامل منتخب کر لیں - مَیں اسی کو بھیج دونگا - اور عبداللہ بن ابو سرح کو معزول کر دوں گا - چنانچہ لوگوں نے محمد بن ابو بکرؓ کو منتخب کیا حضرت عثمانؓ نے ان کی تقرری اور عبداللہ کی معزولی کا فرمان لکھ دیا - اور محمد بن ابو بکرؓ مصر کی طرف روانہ ہو گئے - تاکہ عبداللہ بن ابو سرح اور ان کے درمیان جو کچھ واقعات گزریں - ان کو بچشم خود دیکھ آئیں -

یہ قافلہ تیسری منزل پر ہی پہنچا تھا کہ پیچھے سے ایک حبشی غلام ملا - جو نہایت تیزی کے ساتھ اپنی سانڈنی کو اڑائے لئے جاتا تھا اور اس کی چال ڈھال سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یا تو وہ کسی کا قاصد ہے یا فراری - صحابہ نے اس کو پکڑ لیا - اور اس سے پوچھا کہ تو کہاں جاتا ہے - کیونکہ تو یا فراری ہے یا کسی کا قاصد - اس نے کہا کہ مَیں غلام امیر المومنینؓ کا ہوں - اور آپ نے مجھے عامل مصر کے پاس خط دے کر بھیجا ہے لوگوں نے کہا - عامل مصر تو یہ ہیں - اس نے جواب دیا کہ میرا مدعا ان سے نہیں ہے - پھر محمد بن ابو بکر کو اس حال سے اطلاع دی گئی - انہوں نے ایک شخص کو اس کے لانے کے لئے بھیجا - چنانچہ اس کو پکڑ کر پیش کیا گیا - آخر محمد بن ابو بکر نے خود اس سے دریافت کیا - کہ تو کون ہے - وہ غلام کچھ ایسا گھبرا گیا - کہ کبھی تو کہتا تھا کہ مَیں امیر المومنین کا غلام ہوں - کبھی مروان کا - مگر ایک شخص نے پہچان کر کہا - کہ یہ امیر المومنین ہی کا غلام ہے - محمد بن ابو بکر نے پوچھا کہ تجھے کس کے پاس اور کیوں بھیجا ہے - اس نے کہا - کہ عامل مصر کے پاس خط دے کر بھیجا ہے - انہوں نے کہا کہ اچھا وہ خط دکھا - اس نے کہا کہ میرے پاس خط نہیں ہے - اس کی تلاشی لی - تو خط نہ ملا - لیکن اس کے خشک مشکیزہ میں کچھ ہلتا ہوا معلوم ہوا - انہوں نے اس کو ہلا کر نکالنا چاہا - مگر نہ نکلنے پر اس کو چیرا - تو اس میں سے حضرت عثمانؓ کا خط بنام ابو سرح نکلا - محمد بن ابو بکرؓ نے اپنے تمام ہمراہیوں مہاجرین وغیرہ کو جمع کیا اور ان سب کے روبرو خط کو کھولا - جس میں عبداللہ بن ابو سرح کو لکھا تھا کہ جب محمد بن ابو بکر اور فلاں فلاں اشخاص وہاں پہنچیں تو ان کو کسی حیلہ سے قتل کر ڈال اور ان کے فرمان تقرر کو باطل سمجھ - اور تا ہدایت ثانی اپنی حکومت پر قائم رہ اور جو تیرے ظلم کی شکایتیں لے کر یہاں آئے تھے - ان کو قید کر دے - مَیں تیرے لئے انشاء اللہ تعالےٰ تجاویز سوچ کر تحریر کروں گا - یہ خط پڑھ کر سب لوگ دنگ رہ گئے - اور وہیں سے فوراً مدینہ شریف لوٹ جانے کا قصد کر لیا - اور محمد بن ابو بکر نے اس خط پر حاضرین کی مہریں کر کے پھر بند کر دیا - اور اس خط کو اپنے ہمراہیوں میں سے ایک کے حوالہ کیا - اور مدینہ کو واپس ہوئے - ان لوگوں نے مدینہ شریف پہنچ کر طلحہؓ - زبیرؓ - علیؓ - سعدؓ اور دیگر موجودہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کیا - اور مہر توڑ کر خط ان کو ملاحظہ کرایا - اور غلام کا تمام قصہ بیان کیا - اور خط پڑھ سنایا گیا - سب لوگوں کو سخت غصہ حضرت عثمانؓ پر آیا - اور ابن مسعود اور ابوذر اور عمار کے معاملات یاد کر کے یہ آگ اور بھڑک اٹھی - اور لوگوں نے ہمراہی محمد بن ابو بکرؓ بنی تیم وغیرہ نے حضرت عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ کر لیا - حضرت علی کرم اللہ وجہہ یہ دیکھ کر مع طلحہؓ و زبیرؓ سعدؓ - عمارؓ و دیگر بدری صحابہ اور غلام خط اور اونٹنی کے وہاں پہنچ گئے - پھر حضرت علیؓ نے آپ سے پوچھا کہ یہ غلام اور اونٹنی کس کی ہے - حضرت عثمانؓ نے فرمایا - کہ میری - پھر خط دکھلا کر پوچھا گیا - کہ یہ آپ نے لکھا تھا - حضرت عثمانؓ نے بحلف کہا - کہ نہ مَیں نے یہ خط لکھا - نہ لکھوایا - نہ مجھے کچھ اس کا علم ہے - حضرت علیؓ نے پوچھا کہ اس پر مہر کس کی ہے - آپ نے فرمایا - کہ مہر بیشک میری ہے - حضرت علیؓ نے پوچھا کہ غلام بھی آپ کا اونٹنی بھی آپ کی - خط پر مہر بھی آپ کی - اور آپ کو اس کا کچھ حال معلوم نہ ہو - یہ کیونکر ہو سکتا ہے - ہماری سمجھ میں نہیں آتا - حضرت عثمان نے پھر قسم کھائی - کہ نہ مَیں نے یہ خط لکھا - نہ اس کے لکھنے کا حکم دیا - نہ مَیں نے غلام کو دے کر جانب مصر بھیجا ہے - بعد میں مروان کی تحریر پہچانی گئی - اور حضرت عثمانؓ پر اس معاملہ میں شک ہوا - اور آپ سے کہا گیا کہ مروان کو ہمارے سپرد کر دیں - مگر آپ نے اس کے سپرد کر دینے سے انکار کر دیا - حالانکہ مروان آپ کے مکان میں موجود تھا -

آخر تمام صحابہ سخت ناخوش ہو کر وہاں سے شکایت کرتے ہوئے چلے آئے - آپ کو اس بات کا یقین کامل تھا کہ حضرت عثمان کبھی جھوٹی قسم نہ کھائینگے مگر بعض نے کہا کہ ہمارے دلوں کا غصہ دور نہیں ہو سکتا ہے - اور حضرت عثمانؓ شک سے بری نہیں ہو سکتے - تاوقتیکہ مروان کو ہمارے سپرد نہ کریں - تاکہ ہم اس معاملہ کی نسبت دریافت کریں - اور معلوم کر لیں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا حکم ناحق کیوں دیا گیا - اگر اس میں حضرت عثمانؓ کا قصور معلوم ہو - تو ہم ان کو معزول کر دیں گے - اگر مروان ہی کی شرارت معلوم ہو اور اس نے خود حضرت عثمان کی جانب سے لکھ دیا ہے - تو اس کو الزام دے کر سزا دیں - مگر حضرت عثمان نے بخوف قتل مروان اس کو سپرد کرنے سے قطعی انکار کر دیا - اس پر لوگوں نے پوری طرح محاصرہ کر لیا - اور پانی کا اندر جانا بند کر دیا - حضرت عثمانؓ نے دیوار پر سے جھانک کر پوچھا - کہ یہاں علیؓ بھی ہیں - لوگوں نے کہا کہ نہیں - پھر آپ نے پوچھا کہ کیا تمہارے درمیان سعدؓ ہیں - انہوں نے کہا نہیں، پس آپ خاموش ہو رہے - اور کچھ تامل کے بعد آپ نے فرمایا - کہ کوئی اتنا کام کرے - کہ حضرت علیؓ کو اس حال سے خبر دیدے اور ہم پیاسوں کو پانی پلا دے - چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو خبر دی گئی - آپ نے فوراً تین مشکیزے پانی کے آپ کے یہاں بھیجدیئے - (یہ پانی بھی حضرت عثمانؓ کو اس وقت تک نہ ملا - کہ بنو ہاشم اور بنو امیہ کے چند غلاموں کو زخم اس کے پہنچانے کے باعث نہ پہنچ گئے) اس سعی سے آخر پانی پہنچایا گیا - پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو اطلاع ملی کہ اگر سپرد نہ کیا گیا - تو حضرت عثمانؓ ضرور

قتل ہو جائیں گے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ کہ ہم نے تو آپ سے مروان کے دینے کے لئے کہا تھا نہ کہ حضرت عثمانؓ کے قتل کا منشا تھا۔ چنانچہ آپ نے حضرت حسنؓ اور حسینؓ کو حکم دیا۔ کہ تم تلواریں لئے ہوئے حضرت عثمانؓ کے دروازے پر کھڑے رہو۔ اور کسی کو اندر نہ گھسنے دو۔ حضرت زبیرؓ و طلحہؓ و دیگر حضرات نے بھی اپنے اپنے صاحبزادوں کو اسی ہدایت کے ساتھ۔ وہاں بھیج دیا۔ ان سب نے کسی کو اندر نہ گھسنے دیا۔

محمد بن ابو بکرؓ نے یہ دیکھ کر مع دیگر ہمراہیوں کے حضرت عثمانؓ کی طرف تیر چلانے شروع کئے۔ یہاں تک کہ حضرت حسنؓ آپ کے دروازہ پر زخمی ہوئے۔ اور آپ کا روئے مبارک خون سے رنگین ہوگیا اور مروان کو مکان کے اندر ایک تیر لگا۔ محمد بن طلحہؓ بھی زخمی ہوا۔ نیز حضرت علیؓ کے غلام کا سر پھٹ گیا۔ محمد بن ابو بکرؓ ڈر گیا۔ کہ کہیں حسنؓ و حسینؓ کا حال دیکھ کر بنو ہاشم نہ بگڑ بیٹھیں اور فتنہ برپا ہو جائے۔ اس لئے اس نے اپنے ساتھیوں میں سے دو آدمیوں کو کہا کہ اگر بنو ہاشم نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے روئے مبارک کو خون آلود دیکھا تو غضب ہی ہو جائے گا۔ وہ تو عثمانؓ کو بھول جائیں گے اور الٹی آنتیں ہمارے گلے میں پڑیں گی۔ ہمارے ارادے بھی باطل ہو جائیں گے۔ اس لئے بہتر ہے۔ کہ ہم دوسرے گھر میں سے ہو کر پس پشت مکان سے حضرت عثمانؓ کے گھر میں کود جائیں۔ اور ان کو قتل کر آئیں۔ کسی کو خبر بھی نہ ہوگی۔ اس مشورے کے موافق محمد بن ابو بکرؓ اور ان کے دونوں ساتھی ایک انصار کے گھر سے ہو کر حضرت عثمانؓ تک پہنچ گئے۔ اس وقت آپ اور آپ کی حرم محترم تنہا مکان میں تھے۔ باقی سب لوگ کوٹھے پر تھے۔ اس لئے کسی کو معلوم نہ ہوا کہ آپ کے پاس کون آیا تھا۔ محمد بن ابو بکرؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ عثمان کی بیوی ان کے پاس ہیں۔ اس کو روک رکھوں۔ تو تم آنا۔ تاکہ جو کام ہم نے خفیہ طور پر شروع کیا ہے۔ اسی طرح ختم بھی ہو جائے۔ اور جب میں ان کو روک لوں تو تم فوراً جست کر کے حضرت عثمانؓ کو قتل کر دینا۔ چنانچہ محمد بن ابو بکرؓ تنہا پہنچے اور حضرت عثمانؓ کی داڑھی پکڑ لی۔ آپ نے فرمایا کہ واللہ اگر تیرا باپ تجھ کو اس حالت میں دیکھتا تو کیا کہتا۔ یہ سنتے ہی محمد بن ابو بکرؓ کا ہاتھ ڈھیلا پڑ گیا اتنے میں وہ دونوں آدمی آگئے۔ اور حضرت عثمانؓ کی طرف جھپٹے۔ اور آپ کو قتل کر کے اسی راستہ سے (جس سے آئے تھے) بھاگ گئے۔

حضرت عثمانؓ کی زوجہ محترمہ چیخنے لگیں لیکن چونکہ شور و غوغا بہت ہو رہا تھا۔ ان کی آواز کسی نے نہ سنی۔ آخر وہ کوٹھے پر چڑھیں اور بآواز بلند کہا۔ کہ امیر المومنین قتل کر دیئے گئے۔ لوگ دوڑ پڑے۔ دیکھا تو واقعی حضرت عثمانؓ مذبوح پڑے ہیں۔

اس خبر کے بعد

جب یہ خبر حضرت علیؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ اور سعدؓ اور دیگر اہالیانِ مدینہ کو پہنچی۔ تو وہ بھی مدہوشانہ بھاگے ہوئے آئے۔ اور حضرت عثمانؓ کے پاس گئے تو ان کو مقتول پایا۔ پھر واپس آئے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے صاحبزادوں سے پوچھا۔ کہ جب تم دونوں دروازے پر موجود تھے تو امیر المومنین کیسے قتل کر دیئے گئے۔ اور یہ فرما کر حضرت حسنؓ کے منہ پر تھپڑ اور حضرت حسینؓ کی چھاتی پر مکا مارا اور محمد بن طلحہ اور عبد اللہ بن زبیرؓ کو بھی بہت سخت سست کہا۔ اور سخت غصہ میں اپنے مکان پر تشریف لے آئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

تاریخ شہادت

حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شہادت کی تاریخ ایام تشریق ۳۵ھ میں ہوئی۔ اور بقول بعض راویوں کے بروز جمعہ ۱۸- ذی الحجہ ۳۵ھ میں ہوئی (نوٹ سارے مضمون کا ماخذ تاریخ الخلفا ہے-)

اللہ کو نہ بھولو

تم شوق سے کالج میں پڑھو پارک میں جھولو
جائز ہے کہ غباروں میں اڑو چرخ پہ جھولو
بس ایک سخن بندۂ عاجز کا رہے یاد
اللہ کو اور اپنی حقیقت نہ بھولو

بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے

ہو، شائع کر دیا جائے۔ لیکن ع

وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

۵- جولائی کے خطبہ جمعہ میں حضرت نے صرف عیدالاضحیٰ کے مسائل اور احکام بیان فرمائے۔ جو عیدالاضحیٰ نمبر میں ہی شائع ہو سکتے تھے۔ عید کے بعد ان کو شائع کرنا مناسب نہ تھا۔ صرف ۴- جولائی کی مجلس ذکر کے لئے ایک علیحدہ شمارہ شائع کرنا بھی مناسب نہ تھا۔ اس لئے اس شمارہ میں ۱۱- جولائی کی مجلس ذکر اور ۱۲- جولائی کی مجلس ذکر آئندہ کسی شمارہ میں پیش کی جائے گی۔

اطلاع

۲۷- جولائی تا یکم اگست حضرت مولانا **احمد علی صاحب** مدظلہ العالی لاہور سے باہر تشریف لے جائینگے۔ لہذا ملاقات کے لئے تشریف لانے والے حضرات نوٹ فرمالیں

(ادارہ)

بقیہ احادیث الرسولؐ صفحہ ۲ سے آگے۔

ترجمہ محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں۔ کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا ہے۔ جس نے علی بن ابی طالب سے سنا تھا۔ یعنی علی نے کہا کہ ہم لوگ مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ مصعب بن عمیرؓ آ گئے۔ ان کے جسم پر اس وقت صرف ایک چادر تھی۔ جس میں چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر رو پڑے۔ کہ ایک زمانہ میں وہ کس قدر خوشحال تھے اور آج ان کی کیا حالت ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا۔ جب کہ تم صبح کو ایک جوڑہ پہن کر نکلو گے اور شام کو ایک جوڑہ پہن کر نکلو گے اور تمہارے سامنے کھانے کا ایک بڑا پیالہ رکھا جائیگا اور دوسرا اٹھایا جائے گا۔ (یعنی انواع و اقسام کے کھانے تمہارے سامنے رکھے جائیں گے) اور تم اپنے گھروں پر اس طرح پردہ ڈالو گے۔ جس طرح کعبہ پر پردہ ڈالا جاتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ہم اس روز آج کے دن سے بہتر حال میں ہوں گے۔ اس لئے کہ ہم کو اس وقت عبادت کے لئے کافی وقت ملے گا۔ اور محنت و اشغال سے بے فکری ہوگی۔ آپ نے فرمایا نہیں آج کے دن تم اس دن سے بہتر ہو۔ (ترمذی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس ذکر

منعقدہ ۲۱ر ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۱ر جولائی ۱۹۵۷ء

اللہ ہو کے پاک نام کا خاصہ

الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی ـــ اما بعد اللہ تعالےٰ سے دعا کیجئے کہ اے اللہ جب تو ہمیں اپنے دروازے پر بُلاتا ہے تو ہم پر اپنی رحمت نازل فرما اور ہم سے وہ کام کرا جن سے تو راضی ہو۔ اور مرنے کے بعد ہماری قبروں کو بہشت کے باغوں میں سے باغ بنا۔ قیامت کے دن حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرما۔ آپ جانتے ہیں۔ جب کوئی کسی کی دعوت کرتا ہے یا کسی کو مہمان ٹھہراتا ہے تو وہ اس کی ہر طرح خدمت و تواضع کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ سے ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ جب وہ اپنے دروازے پر بُلاتا ہے تو کچھ دینے کے لئے ہی بُلاتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یاَیھا الذین اٰمنوا اَستجیبُو للہ و للرسول اذا دعاکم لما یحییکم واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہٖ و انہ الیہ تُحشرون (سورۃ الانفال رکوع ۳) **ترجمہ** اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ جس وقت تمہیں اس کام کی طرف بلائے۔ جس میں تمہاری زندگی ہے اور جان لو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ اور بے شک تم اُسی کی طرف جمع کئے جاؤگے تو گویا انسان اپنے ارادہ پر اللہ تعالےٰ کی مرضی کے سوا عمل پیرا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اپنے دل پر آدمی کا قبضہ نہیں بلکہ دل خدا کے ہاتھ میں۔ جدھر چاہے پھیر دے اسی مضمون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں بیان فرمایا ہے۔ کہ انسانوں کے دل اللہ تعالےٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔ انسان اور اس کے ارادہ کے درمیان اللہ تعالےٰ کے آڑ بننے کی کیا کیفیت ہے یا آدمی کے دل کا اللہ تعالےٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہونے کا مطلب کیا ہے۔ اسے اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اہل السنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ ایسی چیزوں پر ہم صرف ایمان لانے پر مجبور ہیں ان کی کیفیات سمجھنے کے مکلّف نہیں ہیں۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ جب انسان، انسان کو بلاتا ہے تو کچھ نہ کچھ ضرور کھلاتا پلاتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اپنے دروازے پر بلا کر کسی کو خالی ہاتھ کیسے لوٹا دے گا۔ جب خدا اپنے دروازے پر آنے کی کسی کو توفیق دے تو یہ اس کا فضل سمجھنا چاہیئے۔ اور ہر وقت خدا سے ڈرنا چاہیئے۔ اور اس کی رحمت طلب کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ ہر کسی کو اخلاص نیت کے ساتھ اپنے دروازے پر آنے کی توفیق دے۔ میں انگریز کے زمانہ میں سی آئی ڈی والوں سے کہا کرتا تھا کہ نماز کی نیت سے مسجد میں آیا کرو اور یہ کہ اللہ کا بندہ اللہ کا جو پیغام سنائے گا۔ اسے سن آئیں گے۔ باقی رہا انگریز کو ڈائری دینے کا معاملہ تو کہہ دیا کرو کہ نماز روزہ کی باتیں بیان کی گئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو صدق دل اور اخلاص نیت کے ساتھ اپنے دروازے پر آنے کی توفیق دے۔ عموماً غربا اور متوسط الحال مسلمان ادھر کا رخ کرتے ہیں۔ مغرور مالداروں کو یہ نعمت کہاں نصیب، بات سے بات نکلتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے زمرے میں دو ہی بادشاہ گزرے ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام۔ باقی سب نے غربت میں گزر بسر کی ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر عسرت میں گزاری ہے۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے اختیار دیا ہے کہ ملک نبی بننا چاہیئے ہو یا عبد نبی تو میں نے عبد نبی بننا پسند کیا۔ اللہ والوں کی سادہ اور ٹوٹی پھوٹی چٹائیوں پر خدا کی رحمت برستی ہے۔ اور دنیا کے متکبّر بادشاہوں کے محلات اور مغرور مالداروں کی سر بفلک عمارتوں اور قالینوں اور قیمتی فرنیچر سے لدی ہوئی کوٹھیوں پر خدا کی لعنت برستی ہے۔ یاد رکھئے کوئی چیز دو حال سے خالی نہیں۔ یا اس پر اللہ کی رحمت برس رہی ہوگی۔ یا اس کی لعنت ـ یا اللہ تعالےٰ راضی ہوگا یا ناراض، رحمۃ للعٰلمین باوجود معصوم ہونے کے ساری ساری رات عبادت میں گزار دیتے تھے۔ اس کے ہاں تو رحمت کے خزانے لُٹ رہے ہیں۔ وہاں کوئی لوٹنے والا چاہیئے۔ خدا معلوم مسجد کی ان ٹوٹی ہوئی چٹائیوں پر کتنی نمازیں پڑھی گئیں اور کتنے سجدے ہوئے ہیں ان پر اللہ کی رحمت کی بارش ہوتی رہی ہے۔ اگر کوئی خورد بین اللہ کی رحمت اور اس کی لعنت کے اثرات مشاہدہ کرا سکتی تو آپ دیکھتے کہ کس طرح ان ٹوٹے ہوئے تنکوں پر اور اللہ والوں کی روکھی سوکھی روٹی پر خدا کی رحمت برس رہی ہے اور ان میں اللہ کی رحمت کا کیسا نور ہے اور بے دین بادشاہ کے زردے پلاؤ، فرنی، پان، سوڈا واٹر، اور اس کے تاج اس کے تخت اور اس کے چھپر کھٹ پر ہر لمحہ خدا کی لعنت برس رہی ہے۔ اللعنت العبد من الرحمت لعنت کے معنی ہیں رحمت سے دور ہونا مبارک ہیں مسجد کی وہ خستہ اور کہنہ چٹائیاں۔ جن پر اللہ تعالےٰ نے اپنے سبحان ربی الاعلیٰ کہنے والے بندوں کے سجدے کرا کر رحمتوں کے انبار لگا دیئے ہیں اور بے دینوں کے قیمتی سے قیمتی قالینوں اور فرشوں پر خدا کی لعنت پڑ رہی ہے۔ کیونکہ ان پر کبھی کسی نے ایک سجدہ بھی نہیں..

جو کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ "اللہ ہو" کے پاک نام کے بے شمار خواص میں سے ایک خاصہ یہ ہے کہ جس کثرت سے اس "اللہ ہو" کے پاک نام کو لیا جائے گا۔ اُسی قدر طبیعت میں انقطاع عن الخلق اور احتیاج الی اللہ پیدا ہوگا۔ جب انسان ما سوا اللہ سے کٹ جائے گا۔ تو اس کا یہی جی چاہے گا کہ تنہائی میں بیٹھ کر خدا یاد کرے۔ اور اس کے پاس کوئی دوسرا شخص نہ آئے ذاکر کی طبیعت چھوئی مُوئی بوٹی کی طرح ہو جاتی ہے کہ کسی نے ہاتھ لگایا نہیں۔ اور وہ مرجھائی نہیں۔ پھر کوئی غافل بے دین

سامنے آئے گا تو طبیعت مکدر ہو جائے گی ذاکر کو چین اور سرور فقط ذکر الٰہی میں حاصل ہوتا ہے۔ وہ موٹا جھوٹا پہن کر روکھی سوکھی کھا کر ذکر الٰہی میں محو رہتا ہے۔ ذاکر حرام اور مشتبہ چیز کے کھانے سے بچتا ہے۔ کیونکہ اس سے ذکر کی لذت اور اس کی توفیق سلب ہو جاتی ہے یہ بالکل ایسے ہی جیسے جمال گھوٹے کی معمولی مقدار اندر چلے جانے سے طبیعت بےچین اور پریشان ہو جاتی ہے اور جب تک وہ پیٹ سے خارج نہ ہو جائے چین نہیں آتا۔ ذاکر کی مثال عاشق اور معشوق کی ہے۔ اس کا دل چاہتا ہے کہ محب اور محبوب میں کوئی حائل ہونے نہ پائے۔ یاد رکھئے شریعت یہ نہیں کہتی کہ سب سے بالکل قطع تعلق ہو جائے۔ کیونکہ آخر خود بھی رزق حلال کھانا ہے۔ بیوی بچوں کو بھی کھلانا ہے۔ اسلام میں رہبانیت نہیں لا رہبانیت فی الاسلام کہنے کا مطلب صرف اتنا ہے کہ کاروبار دنیا میں آدمی کھو نہ جائے۔ بلکہ دل بیار دست بکار والا معاملہ ہونا چاہیئے۔ کہ بامر مجبوری سب کام انجام دے۔ پھر جلدی سے جلدی چھٹکارا پا کر یاد الٰہی میں مشغول ہو جائے۔ تجارت پیشہ دکان پر جائے۔ ملازمت پیشہ دفتر اور زمیندار پیشہ زمین پر جائے۔ لیکن یہ سب بامر مجبوری ہو۔ اصل لو ہر وقت خدا سے لگی ہوئی ہو۔ میں کہا کرتا ہوں کہ رات کو اس کمرہ میں یاد خدا کیجئے۔ جس میں بیوی بچے نہ سو رہے ہوں۔ وہاں آپ کو جو لطف آئے گا۔ وہ اس کمرہ میں ہرگز نہیں آئے گا۔ جس کمرہ میں بیوی بچے سو رہے ہوں۔ آپ کو خود لذت میں فرق محسوس ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کی طرح بیٹھ جانا کوئی کمال نہیں۔ روما میں عیسائیت کا زور ہے۔ وہاں عیسائی مرد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح مجرد رہتے ہیں اور عیسائی عورتیں حضرت مریم علیہا السلام کی طرح مجرد رہتی ہیں۔ پھر جیسی بدمعاشی وہاں ہوتی ہے اور کہیں نہیں ہوتی۔ بعض صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں یہ پروگرام بنایا کہ رات کو شب بیدار رہیں گے اور دن کو روزہ دار تو حضورؐ نے ایسا کرنے سے روک دیا اور فرمایا۔ ان لزوجک علیک حقا ولنفسک علیک حقا ولضیفک علیک حقا یعنی تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے۔ تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے۔ تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے۔ اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ بھرنا شریعت نے ضروری قرار دیا ہے۔ پھر کوئی مہمان گھر آ جائے تو اسے کھانا کھلانا بھی ضروری ہے۔ بہرحال کسب معاش کے بغیر تو چارہ نہیں۔ لیکن یہ کاشتکار کے بیل کی طرح بامر مجبوری ہونا چاہیئے۔ کہ بیل ہل میں جتا رہتا ہے۔ لیکن جب کاشتکار پنجالی گلے سے نکالتا ہے تو اسے بڑی خوشی ہوتی ہے۔ کاروبار ضرور کیجئے۔ لیکن باقی اوقات یاد خدا میں صرف کیجئے۔ "اللہ ھو" کے پاک نام کی خود یہ تاثیر ہے کہ جب آپ اسے کثرت سے لیں گے تو پھر آپ کو اس میں ایسی لذت محسوس ہوگی کہ جب کوئی ملنے آ جائے گا تو آپ کی طبیعت کو تکدر اور انقباض ہوگا۔ پھر آپ زبان سے چاہے کچھ نہ کہیں۔ کیونکہ شریعت بد اخلاقی تو نہیں سکھاتی۔ لیکن دل میں آپ ضرور محسوس کریں گے کہ اگر یہ وقت بھی یوں ضائع نہ ہوتا۔ تو اچھا تھا۔ اس کے باوجود شریعت نے سارے کام کرنے اور خدا یاد کرنے کا حکم دیا ہے۔ مثلاً دفتر بھی جائیے۔ دکان اور کھیت پر بھی جائیے۔ لیکن اس سے فارغ ہو کر سینما یا گپ بازی کے لئے کسی اور مجلس میں نہ جائیے۔ بلکہ دفتر کا یونی فارم اتار کر پھر یاد خدا کے لئے مسجد میں آ جائیے۔

لقاء الناس لیس یفید شیئًا
سوی الھذیان من قیل وقال

ترجمہ:- لوگوں کی ملاقات اور کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ سوائے اس کے کہ یہ کہا گیا کہ فلاں نے کہا۔ "اللہ ھو" کے پاک نام کی برکت سے انسان تضیع اوقات سے بچ جاتا ہے۔ پھر بے کار لوگوں کے پاس بیٹھنے کو انسان نا پسند کرتا ہے۔ اس میں مرد و عورت کی کوئی تمیز نہیں جس کو بھی یاد الٰہی میں لطف آنے لگے گا۔ وہ بے کار اور بےہودہ کاموں میں وقت ضائع نہیں کرے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پاک نام کی لذت اور اس کے بکثرت لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

راولپنڈی میں:

۱- جامع مسجد کرتار پورہ
حافظ سرفراز حسین صاحب۔

۲- مشتاقیہ دواخانہ موہن پورہ
حافظ مشتاق حسین صاحب

۳- ہر جمعہ کو جامع مسجد بھوسہ منڈی
صدر راولپنڈی

۴- مدرسہ تعلیم القرآن راجہ بازار
محمد اسمٰعیل صاحب

وہاڑی میں:

حافظ دین محمد صاحب پانی پتی
اڈہ وہاڑی بس سروس وہاڑی

حیدر آباد سندھ:

جناب جان محمد صاحب نیو کلاتھ مارکیٹ
شاپ ۱۲ حیدر آباد سندھ

لائل پور میں:

منظور الحق صاحب دوآبہ کریانہ سٹور
گول بازار لائلپور

سانگھڑ میں:

حافظ محمد اکبر صاحب
کتب خانہ اکبریہ سانگھڑ (سندھ)

نظام آباد میں:

میاں محمد صادق صاحب مہر ساز
جی ٹی روڈ نظام آباد ضلع گوجرانوالہ

کیمل پور میں:

قاضی محمد عبداللطیف صاحب
متصل گرلز ہائی سکول کیمل پور

گوجرانوالہ میں:

مولوی نورالدین صاحب محلہ چاہ بادیانوالہ
گلی ابراہیم تیلی والی گوجرانوالہ

ٹیکسلا میں:

حکیم شمس الدین صاحب قریشی دواخانہ
ٹیکسلا

میلسی میں:

میاں محمد عبدالواحد صاحب عابد
نیوز ایجنٹ میلسی ضلع ملتان

اوکاڑہ میں:

مولوی علی محمد نذیر احمد صاحبان
سے مل سکتا ہے

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے فضائل

(از جناب حاجی کمال الدین صاحب مدرس لاہور کارپوریشن)

(سلسلہ کے لئے دیکھو خدام الدین ۲۸ - جون ۱۹۵۷ء)

نمبر ۱۱

حدیث ۱ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو تو مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرے اُوپر تین دن گزر جائیں اس حال میں کہ کچھ بھی ہو بجز اس کے کہ کوئی چیز ادائے قرض کے لئے رکھ لی جائے۔

احد کا پہاڑ مدینہ شریف میں بہت بڑا اور مشہور پہاڑ ہے - حضور کا ارشاد ہے کہ اگر اس کے برابر سونا میرے پاس ہو تو میری خواہش یہ ہے کہ تین دن کے اندر اندر وہ سب تقسیم کردوں اور کچھ بھی اپنے پاس نہ رکھوں تین دن کی قید کا اس لئے ذکر فرمایا کہ اتنی بڑی مقدار کے خرچ کرنے کے لئے کچھ روکنا اور محفوظ کرنا پڑے تو الگ بات ہے - اس حدیث شریف میں جہاں ایک جانب کثرت سے صدقہ کرنے کی ترغیب ہے تو دوسری جانب اس سے زیادہ اہمیت قرضہ کے ادا کرنے کی ثابت ہوتی ہے - حضورؐ کی یہ خصوصی عادت شریفہ تھی کہ آپ کوئی شے ذخیرہ کے طور پر نہیں رکھتے تھے۔ اِدھر آئی اور اُدھر اللہ کی راہ میں تقسیم فرما دی - حضرت انسؓ جو حضورؐ کے مخصوص خادم ہر وقت کے خدمت گزار ہیں - فرماتے ہیں کہ حضورؐ کل کے لئے کوئی چیز ذخیرہ بنا کر نہیں رکھتے تھے ایک دن حضورؐ کی خدمت میں تین پرند ہدیہ کے طور پر کہیں سے آئے - ان میں سے ایک حضورؐ نے اپنے خادم کو مرحمت فرما دیا - دوسرے دن وہ خادم اس پرندے کو لے کر حاضر ہوئے - حضورؐ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں منع نہیں کر رکھا کہ کل کے واسطے کوئی چیز نہ رکھو - کل کی روزی اللہ تعالیٰ خود مرحمت فرمائینگے + حضرت سمرہؓ حضورؐ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میں بعض دفعہ گھر میں محض اس لئے جاتا ہوں - کہ کہیں کوئی چیز پڑی نہ رہ جائے اور میری موت اس حال میں آجائے کہ وہ میرے پاس موجود ہو - حضرت ابوذر غفاریؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ میں ایک مرتبہ حضورؐ نے اُحد پہاڑ کو دیکھ کر یہ فرمایا کہ اگر یہ پہاڑ سونے کا بن جائے تو مجھے یہ پسند نہیں کہ اس میں ایک دینار بھی میرے پاس تین دن سے زیادہ ٹھیرے - مگر وہ دینار جس کو میں قرض ادا کرنے کے لئے محفوظ رکھوں - پھر حضورؐ نے فرمایا کہ بہت زیادہ مال والے ہی اکثر کم ثواب والے ہیں - مگر وہ شخص جو اس طرح اس طرح کرے - حدیث نقل کرنے والے نے اس طرح اس طرح کی صورت دونوں ہاتھ ملا کر دائیں بائیں جانب کر کے بنائی یعنی دونوں ہاتھ بھر کر دائیں طرف والے کو دے اور بائیں طرف والے کو یعنی ہر شخص کو خوب تقسیم کرے - احنف بن قیس کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں قریش کی ایک جماعت کے پاس بیٹھا تھا - ایک صاحب تشریف لائے جن کے بال سخت تھے (یعنی تیل وغیرہ لگا ہُوا نہیں تھا) کپڑے بھی موٹے تھے - شکل بھی ایسی ہی تھی (یعنی بہت معمولی سی) اس مجمع کے پاس کھڑے ہو کر اوّل سلام کیا پھر فرمایا کہ خزانہ جمع کرنے والوں کو خوشخبری دو اس پتھر کی جو جہنّم کی آگ میں تپایا جائے گا - پھر وہ ان کے سینہ پر رکھ دیا جائے گا جس کی گرمی اور شدّت سے گوشت وغیرہ پک کر مونڈھے کے اُوپر سے اُبلنے لگے گا - اور پھر وہ پتھر مونڈھے پر رکھا جائے گا تو وہ سب کچھ سینہ سے بہنے لگے گا - یہ کہہ کر وہ مسجد کے ایک ستون کے پاس جا کر بیٹھ گئے - احنف کہتے ہیں کہ میں ان کو جانتا نہ تھا کہ یہ کون بزرگ ہیں - میں ان کی بات سن کر ان کے پیچھے چل دیا - اور اسی ستون کے پاس بیٹھ گیا اور میں نے عرض کیا کہ اس مجمع والوں نے آپ کی بات کی طرف کچھ توجہ نہیں کی بلکہ اس گفتگو کو ناپسند سمجھا - وُہ فرمانے لگے - یہ بیوقوف ہیں - کچھ سمجھتے نہیں - مجھ سے میرے محبوب نے کہا ہے - احنف نے پوچھا کہ آپ کے محبوب کون ؟ کہنے لگے کہ حضورؐ اقدس -

اے ابوذرؓ تم اُحد کا پہاڑ دیکھتے ہو - عرض کیا جی ہاں دیکھ رہا ہوں - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے پاس اس پہاڑ کی برابر سونا ہو تو میرا دل چاہتا ہے - کہ اس سارے کو خرچ کر دوں - مگر تین دینار (جن کا بیان اور روایات میں ہے) اس کے بعد ابوذرؓ نے کہا - لیکن یہ لوگ سمجھتے نہیں - دُنیا کو جمع کرتے جاتے ہیں - اور مجھے خُدا کی قسم نہ تو ان سے دنیا کی طلب نہ دین کا استفتا کرنا ہے - (پھر میں کیوں دبوں مجھے تو صاف صاف کہنا ہے)

حدیث ۲ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ روزانہ صبح کے وقت دو فرشتے (آسمان سے) اُترتے ہیں - ایک دُعا کرتا ہے - اے اللہ خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما - دُوسرا دُعا کرتا ہے اے اللہ روک کر رکھنے والے کا مال برباد کر -

حضرت ابوذرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد نقل کرتے ہیں - کہ جب بھی آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس کے دو طرف دو فرشتے اعلان کرتے ہیں - جس کو جن و انس کے سوا سب سنتے ہیں - کہ اے لوگو اپنے رب کی طرف چلو تھوڑی چیز جو کفایت کا درجہ رکھتی ہو اس زیادہ مقدار سے بہت بہتر ہے جو اللہ سے غافل کر دے - اور جب آفتاب غروب ہوتا ہے تو اس کے دونوں جانب دو فرشتے زور سے دُعا کرتے ہیں اے اللہ خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما - اور روک کر رکھنے والے کے مال کو برباد کر

ایک حدیث میں ہے کہ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں جانب دو فرشتے آواز دیتے ہیں کہ یا اللہ خرچ کرنے والے کا بدل جلدی عطا فرما اور یا اللہ روک کر رکھنے والے کے مال کو جلدی ہلاک فرما

ایک اور حدیث میں ہے کہ آسمان میں دو فرشتے ہیں - جن کے متعلق صرف

یہی کام ہے کوئی دوسرا کام نہیں۔ ایک کہتا رہتا ہے یا اللہ خرچ کرنے والے کو بدل عطا کر۔ دوسرا کہتا ہے یا اللہ روک رکھنے والے کو ہلاکت عطا فرما۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح شام کی خصوصیت نہیں ان کی ہر وقت یہ ہی دعا ہے۔ لیکن پہلی روایت کی بنا پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ فرشتے آفتاب طلوع ہونے کے وقت اور غروب کے وقت خاص طور سے یہ دُعا کرتے ہیں۔ اور مشاہدہ اور تجربہ بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ کہ مال جمع کرکے رکھنے والوں پر اکثر ایسی چیزیں مسلّط ہو جاتی ہیں جن سے وہ سب ضائع ہو جاتا ہے۔ کسی پر مقدمہ ہوگیا، کسی پر آوارگی کا کیس بن گیا۔ کسی کے چور ڈاکو پیچھے لگ گئے اور کسی کا مال آگ ہی کی نذر ہوگیا۔ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ بربادی کبھی تو بعینہٖ اُس مال کی ہوتی ہے اور کبھی صاحب مال یعنی وہ خود ہی چل دیتا ہے اور کبھی بربادی نیک اعمال کے ضائع ہونے سے ہوتی ہے کہ وہ اس میں پھنس کر نیک اعمال سے جاتا رہتا ہے اور اس کے بالمقابل جو خرچ کرتا ہے اس کے مال میں برکت ہوتی ہے۔ بلکہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اچھی طرح صدقہ کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ اس کے ترکہ میں اچھی طرح نیابت کرتے ہیں۔ یعنی اس کے مرنے کے بعد بھی اس کا مال وارث برباد نہیں کرتے۔ لغو چیزوں میں ضائع نہیں کرتے۔ ورنہ اکثر رؤساء کے لڑکے باپ کے مال کا جو حشر کرتے ہیں وہ معلوم ہی ہے۔ امام نودی نے لکھا ہے کہ جو خرچ پسندیدہ ہے وہ وہی خرچ ہے جو نیک کاموں میں ہو۔ اہل و عیال کے نفقہ میں ہو یا مہمانوں پر خرچ ہو یا دوسری عبادتوں میں ہو۔ قرطبی کہتے ہیں کہ یہ فرض عبادت اور نفل عبادت دونوں کو شامل ہے۔ لیکن نوافل سے رکنے والا بد دُعا کا مستحق نہیں ہوتا۔ مگر یہ کہ اس کی طبیعت پر ایسا بخل مسلط ہو جائے جو واجبات میں بھی خوشی سے خرچ نہ کرے۔

(باقی پھر)

ذِکرِ الٰہی

(از جناب صوفی محمدؐ شفیع عمر الدین میرپور خاص)

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں خدام ۱۴- جون ۱۹۵۷ء)

(۱۱)

ذکر الٰہی سے قلب کا زنگ دُور ہوتا ہے

احکام الٰہی سے اعراض کرنے، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پروا نہ کرنے، روزِ جزا سے بیباک ہو جانے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قلب زنگ آلودہ ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا: (کَلَّا بَلْ سکتہ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ○) سورہ التطفیف۔ پارہ ۳۰ ع

ترجمہ۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ان کے (بُرے) کاموں سے ان کے دلوں پر زنگ لگ گیا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک کالا نقطہ پڑ جاتا ہے۔ پس اگر توبہ کرلے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے۔ اور اگر زیادہ گناہ کرے تو نقطہ بڑھتا اور پھیلتا جاتا ہے۔" (ابن کثیر رح)

بقول حضرت حسن بصری قدس سرہٗ لگاتار گناہ کرنے سے دل اندھا ہو جاتا ہے۔ اور پھر مر جاتا ہے۔ (ابن کثیر رح)

جب قلب مردہ ہوگیا اور بالکل گناہوں کے غبار سے کالا ہوگیا تو سیاہ اور سفید حق اور باطل کی تمیز کیسے ہوگی۔ یہ مرض جسمانی بیماری سے زیادہ مہلک ہے۔ اس کے علاج کی طرف فوراً متوجہ ہونا عین فرض ہے۔

الحاصل تزکیہ نفس (۱) گناہوں سے توبہ اور استغفار کرنے اور (۲) ذکرِ الٰہی کی برکت سے حاصل ہو سکتا ہے۔

ذکرِ الٰہی میں سب سے مقدم پنجگانہ نماز ہے۔ جو سب ارکان کو پوری طرح بجا لاکر با جماعت مقررہ اوقات پر مسجد میں ادا کی جائے۔ اگر اذان کی آواز سُن کر آپ کی رُوح مسجد میں جانے کے لئے بیتاب نہ ہو جائے تو یقین جانئے کہ گناہوں کے غبار نے قلب کو زنگ آلودہ کر دیا ہے۔ اگر پنجگانہ فریضہ کی ادائیگی میں بے قاعدگی اور کسلمندی دخل انداز ہے تو اس کو فوراً دُور کرنے کی کوشش کیجئے ۔

صیقلی کن یک دو روزی سینہ را
دفترِ خود ساز آں آئینہ را

(مولانا رومؒ)

صحابہ کرام کی تو یہ حالت تھی۔ کہ بیماری کی حالت میں جو صاحب دو آدمیوں کے سہارے چل سکتا تھا وہ مسجد میں آکر جماعت کے ساتھ شامل ہوتا تھا۔ نماز باجماعت تنہا پڑھنے سے ستائیس درجے زیادہ درجہ رکھتی ہے۔

حضرت عبداللہ ام مکتومؓ نابینا تھے۔ مسجد شریف میں لانے والا کوئی نہ تھا۔ اس کے باوجود بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وقت پنجوقتہ حاضری مسجد میں ضروری سمجھی فرمایا (جب تو اذان کی آواز سُنتا ہے) تو تیرے لئے مسجد میں حاضر ہونا ضروری ہے۔ (مشکوٰۃ)

ایک صحابیؓ ساری رات نفل نماز پڑھتے رہے۔ صبح نیند نے غلبہ کیا۔ نماز باجماعت نہ پڑھ سکے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ "صبح کی نماز باجماعت پڑھنا ساری رات عبادت کرنے سے بہتر ہے" (مشکوٰۃ)

نماز کے بعد دوسرے مسنونہ اذکار سے اپنے قلب کو جلا کیجئے۔ آیۃ الکرسی پڑھئے۔ سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمد للہ ۳۳ بار اور اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھئے۔

ــــہ حضرت ابراہیم بن یزید تیمی رحمۃ اللہ علیہ عبادت میں اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ کبھی تکبیرِ اولیٰ بھی فوت نہ ہونے دیتے۔ تکبیرِ اولیٰ قضا کرنے والے کو گیا گزرا کہتے۔ اور فرمایا کرتے کہ جسے تکبیر اولیٰ میں سستی کرتے دیکھو۔ اس سے ہاتھ دھو ڈالو۔ (از تابعین)

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

بلا متن ترجمۂ قرآن مجید شائع کرنا اسلام سے دشمنی ہے

فتویٰ حکیم الامۃ مجدد الملۃ امام العلوم والمعارف حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ (امداد الفتاویٰ مبوب جلد چہارم ص ۳۸)

(مع حاشیہ تسہیل وتتمہ ازجناب جمیل احمد صاحب مفتی جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور)

سوال۔ ایک مولوی صاحب نے ایک کتاب دکھلائی جس میں محض ترجمہ تھا کلام مجید کا یعنی عربی عبارت کہیں بھی نہ تھی۔ بلکہ انجیل کے ترجمہ کے مانند ایک گورکھپور کے وکیل نے مختلف تراجم قرآن سے اخذ کرکے لکھا ہے۔ اس پر مولوی صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ میں جناب والا کو لکھوں کہ اس مترجم پر جناب والا تکفیر کا فتویٰ لگا دیں۔ میں نے عرض کیا کہ تکفیر کا فتویٰ لگانا تو کسی مسلمان پر تا وقتیکہ کوئی امر صریح مکفّر نہ پایا جائے مناسب نہیں، ہاں امر مذموم سے روکنا ضرور ہے سو جناب والا سے گذارش ہے کہ اس امر کے متعلق کچھ ارشاد تحریر فرمائیں۔

الجواب۔ نصوص صحیحہ صریحہ سے تشبہ باہل الباطل خصوص غیر مسلم پھر خصوص اہل کتاب کی مذمت (برائی ۱۲) اور اس کا محل وعید ہونا ثابت ہے۔ من تشبہ بقوم فھو منھم میں وعید کا شدید ہونا ظاہر ہے۔ کہ کفار کے ساتھ تشبہ کرنے کو کفار میں سے شمار ہونے کا موجب (سبب) فرمایا گیا۔ دوسری حدیث لتركبن سنن من قبلكم الحديث میں اس مماثلت (مشابہت) کو موقع تشنیع (سخت برائی) میں ارشاد فرمایا گیا۔

اور یہ بالکل یقینی ہے کہ اس وقت کتاب الٰہی کا ترجمہ غیر حائل المتن جداگانہ شائع کرنا اہل کتاب کے ساتھ تشبہ ہے۔ ایسے امر میں جو عرفاً و عادۃً ان کے خصائص میں سے ہے۔

۵۱ صحیح وصاف احادیث وآیات سے مثلاً آیت وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا (نہ جھکو ان لوگوں کی طرف جنہوں نے ظلم کیا ہے) اور شرک کو ایک آیت میں ظلم عظیم فرمایا تو ہر مشرک کافر فاسق کی مشابہت پیدا کرنا منع ہوا۔ ۱۲

۵۲ وعید یعنی عذاب کی اطلاع کی جگہ

۵۳ جو کسی قوم سے مشابہت کرتا ہے وہ انہی میں سے ہے۔ ۱۲

۵۴ ۔۔۔ پہلے لوگوں کے طریق پر چلو گے۔

۵۵ جو متن یعنی قرآن شریف کے بغیر ہو ۱۲

سواول تو ان کے ساتھ تشبہ ہی مذموم ہے پھر خصوص جب وہ تشبہ امر متعلق بالدین میں ہو کہ تشبہ فی الامر الدنیاوی سے تشبہ فی الامر الدینی اشد ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلامؓ کے گوشت شتر چھوڑنے پر آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ نازل ہونا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تبتّل اور ترہّب کا انکار فرمانا اس کی کافی دلیل ہے۔ مشکوٰۃ کتاب النکاح و کتاب الاعتصام لا تشددوا علی انفسکم الحدیث

اور اس میں بھی خاص کر جبکہ ان کو دیکھ کر ان کی تقلید کی جائے کہ اتفاقی تشبہ سے یہ اور بھی زیادہ مذموم ہے۔ اور اس وقت اکثر لوگ ایسے کام انہی لوگوں سے اخذ کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات الانواط کی درخواست پر کیسا زجر فرمایا تھا۔

۵۶ یعنی خاص کر وہ مشابہت تو بہت بری ہے جو دین سے تعلق رکھنے والی کسی بات میں ہو۔ کیونکہ کافروں سے ان کے دینی کام میں مشابہت کرنا دنیوی کاموں میں مشابہت سے زیادہ سخت ہے۔

۵۷ حضرت یعقوب علیہ السلام نے پاؤں کی تکلیف کی وجہ سے اونٹ کا گوشت کھانا چھوڑ دیا تھا۔ یہودیوں نے اس کو دین کا کام بنا لیا تھا۔ جب بہت سے یہودی مسلمان ہوئے تو ان میں سے حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ نے یہ سمجھ کر کہ اسلام میں اونٹ کا گوشت کھانا تو واجب نہیں ہے اس کو چھوڑنا چاہا۔ مگر اس میں یہودیوں سے ان کے ایک دینی کام میں مشابہت پیدا کرنا ہوتا تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (اے ایمان والو اسلام میں پوری شریعت میں داخل ہو۔ اور شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو) تو معلوم ہوا کہ اہل کتاب کی دینی مشابہت شیطانی اتباع اور اسلام میں پورا نہ ہونا ہے۔

۵۸ بیوی سے علیحدگی اور آبادی سے باہر رہنا جو کافر جوگیوں یا درویشوں کا طریق ہے۔

۵۹ اپنے اوپر سختی مت ڈالو۔

۶۰ ایک درخت کا نام تھا۔ مشرکین اس پر

یہ تشبہ مذکور خصوص قیدین مذکورین کے ساتھ تو مفسدہ حالیہ ہے اور یہ بھی اس کے منع کے لئے کافی ہے۔ چہ جائیکہ اس میں اور مفاسد مآلیہ شدیدہ بھی متحقق ہیں۔ مثلاً خدانخواستہ اگر یہ طریق مروج ہوگیا تو مثل تورات و انجیل کے احتمال قوی اصل قرآن مجید کے ضائع ہوجانے کا ہے، اور حفاظت اصل قرآن مجید کی فرض اور اس کا اخلال حرام ہے۔ اور ترجمہ و تفسیر کا اصل سے مجرد ہونا مقدمہ اور سبب ہے اخلال کا۔ اور فرض کا مقدمہ فرض اور حرام کا مقدمہ حرام ہے۔

اور یہ شبہ نہ کیا جائے کہ یہ احتمال بعید ہے۔ کہ محققان دین ومبصران اسلام سے ایسے احتمالات کا اعتبار ثابت ہے۔ پھر خواہ بعید ہو یا قریب ہم پر بھی واجب

ہتھیار لٹکاتے اور اس کے پاس جمع ہوتے تھے پھر مسلمانوں نے حضورؐ سے درخواست کی تھی۔ کہ ہمارے لئے بھی کوئی ایسی چیز ہو جائے۔ تو حضور نے سختی سے روک دیا تھا۔ اس میں بھی مشرکین کی مشابہت ہی سختی اور مخالفت کا سبب بن گئی تھی۔

۶۱ یعنی ترجمہ بلا الفاظ شائع کرنے میں مشابہت کفار ہے خاص کر دونوں قیدوں کے ساتھ کہ مشابہت ایسے کام میں جو دینی شمار ہوتا ہو۔ اور پھر ان کو دیکھ کر ہو۔ یہ تو اس وقت کا فساد اور خرابی ہے۔

۶۲ اس وقت کی۔

۶۳ بعد میں پیش آنے والی اور سخت خرابیاں اور فسادات۔

۶۴ اگر خدا نہ کرے یہ طریقہ رواج پا گیا اور عام طور سے لوگ بلا الفاظ محض ترجمہ شائع کرنے لگے ۱۲

۶۵ خلل ڈالنا۔

۶۶ خالی یعنی مع الفاظ شائع ہونا حفاظت فرض کا اور بلا الفاظ خلل حرام کا سبب ہے۔ حفاظتِ فرض تو اس کا سبب مع الفاظ شائع کرنا فرض اور حفاظت میں خلل ڈالنا حرام تو اس کا سبب بلا الفاظ شائع کرنا حرام ۱۲

ہے - کہ اس کا لحاظ کریں، حضرات شیخین[۵۱] رضی اللہ عنہما نے بعض قراء[۵۲] کی شہادت کے وقت بعد سرسری مناظرہ کے محض ضیاع[۵۳] قرآن کے احتمال کا اعتبار کرکے قرآن مجید کے جمع کا اہتمام ضروری قرار دیا تھا - . .

. . حالانکہ قرآن مجید اس وقت بھی محفوظ[۵۴] تھا اور اس کے ناقل اس کثرت سے موجود تھے - کہ اس کے تواتر[۵۵] کا انقطاع احتمال بعید تھا - لیکن پھر بھی اس کا لحاظ کیا گیا - پس جیسا اُس وقت عدم کتابت احتمال ضیاع کا تھا - اسی طرح صرف ترجمہ کی کتابت میں اس کا احتمال ہے اور اس احتمال کے وقوع کا وہی نتیجہ ہوگا جیسا حدیث میں ہے - (امتھوکون انتم کما تھوکت الیہود والنصارٰی (مشکوٰۃ صـ۲۲)[۵۶]

اور مثلاً[۵۷] یہ مفسدہ ہوگا کہ حسب تصریح فقہا اس ترجمہ کو بلا وضو مس کرنا جائز نہ ہوگا کمافی العالمگیریۃ - لوکان القرآن مکتوبا بالفارسیۃ یکرہ لھم مسہ عند ابی حنیفۃ وکذا عندھما علی الصحیح ہکذا فی الخلاصۃ (رج ا صـ۲۴) وفیہ ایضاً اذا قرأ آیۃ السجدۃ بالفارسیۃ فعلیہ وعلی من سمعہا السجدۃ فہم السامع ام لا اذا اخبر السامع انہ قرأ آیۃ السجدۃ

۵۱ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ

۵۲ قاریوں اور حافظوں -

۵۳ ضائع ہونے -

۵۴ یعنی نقل کرنے والے اتنے حافظ تھے کہ عقلاً ان کا غلطی پر ہوسکنا محال ہوتا ہے -

۵۵ نقل کے اسی سلسلہ کا کہ عقلاً جس کا غلطی ہونا محال ہے ختم ہو جانا بعید تھا -

۵۶ حضرت عمرؓ حضورؐ سے عرض کیا تھا کہ ہم یہودیوں سے بعض ایسی باتیں سُنتے ہیں - جو بہت پسند آتی ہیں - کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ ان میں سے کچھ ہم نقل کرلیا کریں - فرمایا - امتھوکون یعنی کیا تم دین کے باب میں ایسے حیران و پریشان ہو جیسے یہودی و نصرانی - میں تو تمہارے پاس سفید و صاف ملّت لایا ہوں -

خلاصہ یہ کہ انھوں نے تو احکام الٰہی کو چھوڑ دیا - حیرانی سے اِدھر اُدھر دوڑتے ہیں - تمہارے پاس ملّت بیضا ہے تم اِدھر اُدھر نہ جاؤ ۱۲

۵۷ اگر قرآن شریف فارسی میں لکھا ہُوا ہو - تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک بے وضو کو اس کا چھونا مکروہ ہے - اور ایسے ہی امام محمد اور امام ابویوسف کے نزدیک بھی صحیح روایت پر مکروہ ہے - یہ خلاصۃ الفتاوی میں ہے - اور عالمگیری میں یہ بھی ہے کہ سجدہ کی آیت فارسی میں پڑھی - تو پڑھنے سننے والوں پر سجدہ ہے سُننے والا سمجھے

(رج ا صـ۸۵) وہذہ الجزئیۃ الثانیۃ تؤید الاولی حیث وجب سجدۃ التلاوۃ بقراءۃ القرآن بالفارسیۃ فعلم منہ ان الترجمۃ بالفارسیۃ لا تخرج القرآن من کونہ قرآنا فلا یجوز مسہ للمحدث - اور یقینی بات ہے کہ عامہ ناس اس ترجمہ کو ایک کتاب خالی از قرآن سمجھ کر ہرگز اس کے مَس (چھونے) کے لئے وضو کا انتظام نہ کریں گے تو ایسا ترجمہ شائع کرنا سبب ہوگا ایک غیر مشروع[۵۸] کا اور سبب غیر مشروع کا غیر مشروع ہے -

اور مثلاً[۵۹] اس کا احترام بھی زیادہ نہ کریں گے - اور غیر قابل انتفاع ہو جانے کے وقت مثل دیگر معمولی کتب کے اس کے اوراق کا استعمال بھی کریں گے تو اس سے یہ بھی ایک محذور[۶۰] لازم آئیگا اور محذور کا سبب لامحالہ محذور و ممنوع[۶۱] ہے -

اور مثلاً آج تک امت میں کسی نے ایسا نہیں کیا،[۶] چنانچہ مَیں نے محمد عبدالرحمٰن خاں صاحب مرحوم مالک مطبع نظامی سے سُنا ہے کہ کسی نے لکھنؤ میں ایسا ہی ایک پارہ چھاپا تھا - مگر علما نے اس کی اشاعت کی اجازت نہیں دی - تو اس شخص نے اس کے اوراق کو قرآن مجید کی دفتیوں میں چسپاں کراکر پوشیدہ کر دیا - اور چنانچہ اس وقت بھی ایسے ترجمہ غیر حامل[۶۲] متن پر علماء کو انکار ہے - چنانچہ اس جواب لکھنے کے قبل ایک مجمع علماء سے مَیں نے ذکر کیا - تو ایک نے بھی اس میں نرمی نہیں فرمائی بلکہ سب نے شدید انکار کیا - باوجودیکہ دوسری زبان والے مسلمانوں کو اس قسم کی حاجت بھی واقع ہوتی جس حاجت کی بنا پر اب ایسا کیا گیا تو باوجود داعی[۶۳] کے تمام اُمّت

مه یا نہ سمجھے بشرطیکہ یہ اس کو خبر کردے کہ اس نے سجدہ کی آیت پڑھی ہے - اور یہ دوسرا جزئیہ پہلے جزئیہ کو قوت دیتا ہے - کیونکہ فارسی میں پڑھنے سے سجدہ تلاوت واجب ہُوا تو معلوم ہُوا کہ فارسی ہونا قرآن ہونے سے نہیں نکالتا تو بے وضو چھونا جائز نہ ہوگا -

۵۸ ناجائز -

۵۹ بیکار کہ اس سے کام نہ لیا جاسکے -

۶۰ بچنے کی چیز -

۶۱ ممنوع -

۶۲ بلامتن بغیر الفاظ

۶۳ محرک یعنی عرب کے علاوہ دوسرے اسلامی ملکوں میں ہر زمانے میں اس کی حاجت رہی مگر باوجود اس محرک کے کبھی بھی مسلمانوں نے ۶

کا انکار کرنا دلیل ہے - اجماع کی اس امر کے مذموم و منکر اتفاقاً[۶۴] و احیاناً واقع ہونے پر - اور علمائے امت کا انکار کرنا دلیل ہے اجماع کی اس امر کے مذموم و منکر ہونے پر جس میں یہ احادیث وارد ہیں -

اِنَّ اللّٰہَ لَا یجمع امتی علی الضلالۃ - ویداللہ علی الجماعۃ - ومن شذ شذ فی النار - واتبعوا السواد الاعظم (مشکوٰۃ)[۶۵]

اور مثلاً اب تو قرآن مجید سے کچھ علاقہ بھی ہے اگر ترجمہ سے بھی مدد لیتے ہیں تو اصل بھی ان کے ہاتھ میں ہوتا ہے - اس بہانہ سے کچھ پڑھ بھی لیتے ہیں اور پھر تو قرآن سے بالکل ہی بے تعلق اور اجنبی ہو جائیں گے - اور بے ساختہ یہ آیت ان پر صادق آنے لگے گی - نَبَذَ فَرِیْقٌ[۶۶] مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَرَاءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ○

اور مثلاً اب اگر ترجموں میں کچھ اختلاف ہے تو اصل بھی سامنے ہے اس کو سب نسخوں میں متحد پاتے ہیں تو اختلاف کا خیال اصل تک نہیں پہنچتا - اور جب ترجمے ہی ترجمے رہ جائیں گے اور اصل نظروں سے غائب ہوگی تو اس وقت یہ اختلاف کلام اللہ کی طرف منسوب ہوگا - بعد چندے یہ گمان ہونے لگے گا کہ اصل حکم ہی مختلف ہے - یہ تو اعتقاد پر اس کا اثر ہوگا اور عمل پر یہ اثر ہوگا - کہ ترجموں کو لے لے کر آپس میں لڑینگے - اور مراجعت الی الاصل کی توفیق ہوگی نہیں جو مدار ہوسکتا ہے فیصلہ کا - پس اس آیت کا مضمون ظاہر ہو جائے گا -

ء ایسا نہیں کیا تو یہ ساری امت کا اس پر اجماع ہے کہ ایسا کرنا اتفاق سے اور کبھی کبھی کرنا بھی بُرا اور منکر ہے -

۶۴ ایک بار اتفاق سے یا کبھی کبھی کرنا اور ہمیشہ سے ہونا تو اور بھی زیادہ خلاف اجماع ہوا -

۶۵ اللہ تعالےٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کریں گے - مسلمانوں کی جماعت پر اللہ کا ہاتھ یعنی کرم ہے - اور جو جماعت سے الگ ہوتا ہے - وہ جہنم میں الگ ہوکر جاتا ہے - اور تم سب لوگ مسلمانوں کی بڑی جماعت کا اتباع کیا کرو -

۶۶ ڈال دیا ایک فریق نے ان لوگوں میں سے جن کو کتاب دی گئی تھی - اللہ کی کتاب کو اپنی پشت کے پیچھے کہ گویا وہ کچھ جانتے ہی نہیں -

وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ[۵۰] بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۔ اور مثلاً[۵۱] اب تو ترجمہ کو مستقل کتاب نہیں سمجھتے، قرآن کا تابع سمجھتے ہیں اور مترجم کو مالک دین کا نہیں جانتے۔ نیز کسی مترجم کو ہمت تحریف معنوی کی بھی نہیں ہوسکتی کہ اصل کے سامنے ہونے سے ہر طالب علم اس پر گرفت کرسکے گا۔ اور ایسا ترجمہ اگر ہوا تو اس کو مستقل کتاب سمجھیں گے[۵۲] قرآن کا تابع نہ سمجھیں گے۔ اور تمام آثار مذکورہ کی اضداد واقع ہوں گی۔ خصوص مترجمین کا متبوع مستقل ہو جانا سب سے بڑھکر آفت ہوگی۔ اور اہلِ زیغ[۵۳] کو بہت آسانی سے موقع غلط ترجمہ اور تفسیر کا ملے گا۔ کیونکہ ہر دیکھنے والا حافظ نہیں۔ اور مراجعت اصل کی طرف ہر وقت آسان نہیں ہوتی۔ کما قال تعالیٰ اِتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ[۵۴]۔ اور پھر اسی طرح کے اور بھی بہت سے مفاسد ہیں۔ جن کو انشاء اللہ علما ظاہر کریں گے۔ اسی لئے جا بجا لفظ مثلاً لایا گیا ہے۔ اس وقت دس ہی وجوہ پر جس کو عشرہ کاملہ کہا جاسکتا ہے۔ مگر کاملہ کا خاتمہ ہونا لازم نہیں۔

اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ[۵۵]

اور فقہا نے اسی قاعدہ پر یہاں تک تفریع[۵۶] فرمائی کہ جس شخص کو بھیک مانگنا حرام ہے اس کو بھیک دینا بھی حرام ہے۔ کیونکہ اگر دینے والے دیں نہیں تو مانگنے والا مانگنا چھوڑ دے۔ اسی طرح اس ترجمہ کے متعلق یہ سمجھنا چاہئے کہ ایسے ترجمہ کو اگر کوئی شخص نہ بقیمت لے اور نہ بلا قیمت تو پھر ایسے تراجم کا سلسلہ بند ہوجائے۔ اور لینے کی صورت میں سلسلہ جاری رہے گا۔ پس

ایسے تراجم کا خریدنا، ہدیہ میں قبول کرنا اعانت ہوگی ایک امر ناجائز کی اس لئے یہ بھی ناجائز ہے۔ ۲۷ ذیقعد ۱۳۴۲ھ (حوادث الفتاوی ج ۱ و ۲ صہ ۱۵۹)

ضمیمہ حوادث الفتاوی مذکورہ کی فہرست میں صہ ۱۶۸ پر اس کا ایک ضمیمہ یہ ہے۔

پھر نصف ربیع الاول کے بعد مجھ کو میرے دوست مولوی ظفر احمد نے اس جواب کی تائید میں ایک روایت فقہیہ کا جزئیہ لکھا جو یہ ہے۔ لو قرا[۵۷] بقراۃ شاذہ لا تفسد صلوتہ ذکرہ فی الکافی وفیہ ان اعتاد القراۃ بالفارسیہ او اراد ان یکتب مصحفا بہا یمنع و ان فعل بآیۃ او آیتین لا فان کتب القرآن وتفسیر کل حرف وترجمۃ جاز (فتح القدیر ج ۱ صہ ۲۰۱ باب کیفیۃ الصلوۃ) فقط اشرف علی۔

تتمہ از احقر جمیل احمد تھانوی چونکہ حضرت اقدس نور اللہ ضریحہ نے آخر میں اور مفاسد کے ظاہر کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اس لئے چند مفاسد پیش کئے جاتے ہیں۔ شاید کوئی اللہ کا بندہ اور بھی ظاہر کر دے۔ گو ناجائز اور گناہ ہونے کے لئے ایک خرابی بھی کافی ہے وہ بھی خطرۂ عظیم ہے۔

(۱) حق تعالیٰ نے قرآن مجید کے لئے فرمایا ہے۔ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ (بیشک ہم نے ہی قرآن شریف کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں) اور ظاہر ہے کہ قرآن شریف لفظ اور معنے دونوں کا نام ہے۔ بلا الفاظ ترجمہ شائع کرنا الفاظ کے ضائع ہونے کا سامان کرکے آیت کے مفہوم کو تکمیل تک نہ پہنچنے کی سعی کرنا ہے اس کا جرم ہونا ظاہر ہے۔

(۲) حدیث شریف میں ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت میں ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود راویِ حدیث نے فرمایا کہ میں یہ نہیں کہتا الم ایک حرف ہے۔ الف ایک حرف لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔ چونکہ الم کا ترجمہ باتفاق امت یقینی طور سے عوام کو معلوم نہیں تو حدیث کے راوی صحابی کی مثال سے معلوم ہوگیا کہ صرف حروف بلا ترجمہ کا بھی یہی ثواب ہے۔ اب بلا الفاظ شائع کرنا امت کو کروڑہا نیکیوں سے محروم کرنا ہے۔

(۳) سارے عالم میں صرف اور صرف مسلمانوں کو یہ فخر و شرف حاصل ہے کہ ان کے مذہب کی بنیاد خدائی کتاب کا حرف حرف محفوظ ہے۔ اور اس طرح تواتر کے ساتھ محفوظ ہے۔ کہ ابتدا سے آجتک ہزاروں لاکھوں روایت کرنیوالے بلکہ منہ زبانی یاد رکھنے والے ہوتے رہے ہیں' بلا الفاظ شائع کرنا اس امتیازِ ثبوت کو ختم کرکے اسلام کو مٹانے یا دوسری مذہبی بنیادی کتابوں کی طرح بے ثبوت بنانے کی کوشش ہے۔ یہ اسلام کی سخت ترین دشمنی ہے جس کی تائید سے اور خریدنے پڑھنے لینے دینے سے اس کی اعانت اسلام دشمنی کی اعانت، گناہِ عظیم اور جرم کبیرہ ہے۔

(۴) قرآن شریف معجزہ ہے اور چونکہ اور انبیاء کی نبوت وقتی اور خاص خطہ کے لئے تھی۔ ان کے معجزات وقتی اور ان خطوں تک تھے۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تمام عالم تمام اقوام تمام جن و انس اور ہمیشہ کے لئے ہے اس لئے قرآن مجید بھی سب کے لئے عام اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے معجزہ ہے

---

۵۰ اور نہیں اختلاف کیا اس میں مگر انہی لوگوں نے جن کو وہ کتاب دی گئی تھی اس کے بعد کہ ان کے پاس ان کی وضاحتیں آچکی تھیں اور صرف آپس کے فساد کی وجہ سے ۱۲

۵۲ جو باتیں بیان ہوئیں ان کی ضدین ثابت ہو جائیں گی۔ نہ سمجھنے یا غلط سمجھنے یا فصاحت و بلاغت سے گرا پانے میں خود قرآن شریف کا ہی تصور سمجھنے لگیں گے اپنے فہم اور مترجم کا نہیں۔ اور مترجم کو ہی قانون ساز شریعت قرار دینے لگیں گے۔ تحریفِ معنوی کی جرأتیں بڑھ جائیں گی۔ چونکہ یہ سب باتیں کفر ہیں تو بلا الفاظ شائع کرنا ان کفریہ باتوں کا سبب بن جائے گا۔ اور بڑی سخت خرابی ہوگی کہ جیسے ترجمہ انجیل میں لوقا اور متی اصل شمار ہونے لگے۔ اور ان کا قول معبود کا قول گنا جانے لگا ہے یہاں بھی ترجمہ والا اصل معبود کے مثل قابلِ اتباع ہو کر شرک کی سی صورت پیدا ہونیکا احتمال ہے

۵۳ کجی و باطل والے

۵۴ ان لوگوں نے اپنے عالموں اور راہبوں کو خدا کو چھوڑ کے پروردگار بنالیا۔ ۱۲

۵۵ تم ایک دوسرے کی مدد گناہ اور زیادتی پر مت کرو۔

۵۶ جزئیہ نکالنا یعنی اس قاعدہ سے یہ جزئی حکم نکالا ہے ۱۲

۵۷ اگر قرآن شریف کو قراءت شاذ میں پڑھا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اس کو کتاب کافی میں بیان کیا ہے اور اسی میں یہ بھی ہے کہ اگر کوئی فارسی میں پڑھنے کی عادت بنالے یا یہ ارادہ کرے کہ قرآن شریف فارسی میں لکھ لے تو وہ روک دیا جائے اور اگر ایک دو آیت فارسی میں لکھ لے تو منع نہیں۔ ہاں قرآن شریف بھی لکھا اور ہر حرف کا ترجمہ و تفسیر بھی لکھی تو جائز ہے ۱۲

فقط اس فقہی جزئیہ سے صاف معلوم ہوگیا کہ بلا الفاظ خالی ترجمہ لکھنا بھی گناہ ہے۔ اور بطور عادت اس کا پڑھنا بھی گناہ ہے۔ اور خرید و فروخت سے اس کی اعانت ایک اعانت گناہ ہوکر گناہ ہوگی۔ لہٰذا اگر کسی کے پاس ایسا ترجمہ ہو تو اس کو کہیں دفن کر دینا چاہئے اور مسئلہ بتا کر لوگوں کو روکنا چاہئے فقط

پھر یہ ایک معجزہ نہیں بلکہ ایک ایک آیت مستقل معجزہ ہے۔ کہ اس کے مثل لے آنے کا ہمیشہ سے ہمیشہ کے لئے عام چیلنج ہے۔ چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں ۶۶۶۶ معجزے اور چیلنج ہیں۔ بلا الفاظ شائع کرنے والے ان ساڑھے چھ ہزار سے زائد معجزات کو ختم کر دینے کی کوشش کر کے اسلام کو تباہ کرنا چاہتے ہیں اور اس کی خرید و فروخت کرنے والے پشت و پناہی کر رہے ہیں۔

(۵) چونکہ قرآن شریف لفظ و معنے دونوں کا مجموعہ ہے۔ اور ہر لفظ بہت بہت معنے رکھتا ہے۔ جن میں سے ترجمہ میں صرف ایک آسکتے ہیں۔ اس لئے لفظوں کو چھوڑنے سے نصف قرآن اور بہت معنے کو چھوڑنے سے باقی نصف کا بہت حصّہ چھوڑنا۔ ورنہ کم از کم باقی کا نصف چھوڑنا ہوکر ¾ قرآن کو چھوڑا جا رہا ہے۔ اور بمشکل کہا جا سکتا ہے کہ ¼ قرآن لیا جا رہا ہے۔ قرآن مجید کا چھوڑنا اور ساری امت سے چھڑانے کا جرم کس درجہ کا ہے اس کو سب مسلمان جانتے ہیں۔

(۶) کلام الٰہی کا ترجمہ ناممکن اور بالکل محال ہے جو ترجمے کہلاتے ہیں وہ مجازی معنے سے ترجمے کہلاتے ہیں ورنہ وہ محض ایک مختصر تشریح یا تفسیر ہیں ذرا سا غور کیجئے تو یہ حقیقت واضح ہو جائیگی۔ ترجمہ کا مطلب یہ ہے کہ لفظوں کے پورے مفہوم کو دوسرے لفظوں یا اپنی زبان کے لفظوں میں ادا کر دیا جائے۔ ہر کلام الٰہی کا ہر لفظ بہت بہت معنے کو اشارہ کنایہ اور ظاہر و باطن سے مشتمل ہوتا ہے۔ اور خصوصاً وہ کتاب الٰہی جس کی فصاحت و بلاغت یکتا و بے مثل ہو اور جس کی یہ شان ہو کہ لا ینقضی عجائبہ (اس کے عجائب و غرائب قیامت تک ختم نہ ہوسکیں گے) بے نہایت علم الٰہی کے اس مظہر کو مخلوق میں سے سوائے فضل کے برگزیدہ کے کون احاطہ کر سکتا ہے۔ کس سے ممکن ہے کہ اس کے تمام رموز و نکات کو بیک وقت ذہن میں لاسکے۔ اور اگر لا سکتا بھی تو کس سے ممکن ہے کہ اپنی یا دوسری زبان کا کوئی ایسا لفظ لاسکے جس سے وہ تمام اشاری و کنائی ظاہر و باطنی رموز و نکات ادا ہوسکیں نہ دوسرا کوئی خدا ہو سکتا ہے نہ علم الٰہی کا ایسا مظہر اپنی یا دوسری زبان میں لاسکتا ہے۔ اس لئے قرآن شریف کا ترجمہ بالکل ناممکن اور قطعاً محال ہے۔ لہٰذا بلا الفاظ ترجمہ کو شائع کرنا قرآن مجید کو شائع کرنا ہی نہیں ہو گا اس کی تلاوت قرآن مجید کی تلاوت ہی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ وہ بہت بہت معانی و مفہومات میں سے صرف ایک معنی ہیں جو اس کی فہم کے مطابق ہیں۔ جن میں اصلی معنے ہونے نہ ہونے کا احتمال ہے۔

خدائی کتابیں سوائے قرآن شریف کے سب کی سب دُنیا سے اسی طرح معدوم ہوگئی ہیں کہ بلا اصل کے ترجمے ہیں نہ معلوم صحیح ہیں یا غلط اور مختلف ہیں پھر نہ معلوم کون صحیح ہے کون غلط اور اگر یکساں اور صحیح بھی ہوتے تو بھی چونکہ کلام الٰہی کا ترجمہ ناممکن ہے۔ وہ ایک تشریح کہلا سکتے ہیں۔ اور دُنیا جانتی ہے کہ اصل اور شے ہے اور تشریح اور، اس کو اصل قرار دینا دھوکہ اور مذہب کی بنیاد اس پر قائم کرنا ہے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آج مسلمان ایسے پختہ اور کامل ثبوت والی کتاب الٰہی کو دُنیا کے دھوکہ بازوں کی طرح ایک دھوکہ کی چیز بنانے پر تُل رہے ہیں اور عوام مسلمان ان کی اس کی ناپاک سعی میں ان کا ہاتھ بٹا کر خرید و فروخت کر کے لے کر پڑھ کر اس کی امداد در امداد کر رہے ہیں۔ دوسرے لوگوں نے تو اپنا عیب چھپانے کے لئے اس شکل سے بے انتہا پروپیگنڈا کیا تھا آج مسلمان بھی اس عیب کو ہُنر قرار دینے اور اپنے کھرے کو کھوٹا کرنے لگے۔

(۷) ہر شخص جانتا ہے کہ اصل قانون اور ہے اور اس کی تشریح اور۔ اگر اصل قانون کے الفاظ موجود نہیں ہیں اور ان تشریحات کو اصل بنایا جاتا ہے تو یہ ایک زبردست قانونی مجرمانہ حرکت ہے۔ ہر قانون سے اس غیر قانون کو قانون کہنے والا مجرم ہے۔ اگر خدانخواستہ یہی صورت اسلام میں ہوگئی کہ تشریح محض کو جو غیر قانون یعنی غیر کلام الٰہی ہے قرار دیا جائیگا۔ تو یہ ایک بدترین جرم ہو گا۔ اور عجب نہیں کہ غیر کلام خدا کو کلام خدا کہنے والے کفر کی سرحد تک جا پہنچیں۔ بیش از بیش یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ غیر قرآن نہیں قرآن کے معنے ہیں۔ اسی لئے فقہانے اس پر یہ حکم لگایا ہے کہ بے وضو چھونا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن شریف لفظ و معنی دونوں کا مجموعہ ہے۔ مگر اوّل تو یہ صرف معنے ہیں اور پھر معنے بھی بہت بہت احتمالات میں سے ایک ہیں۔ اس لئے یہ معنے کے جزو محتمل ہیں۔ پھر وہاں تو احتیاط و ادب کی بات یہی ہے کہ بے وضو ہاتھ نہ لگایا جائے مگر یہاں اس جزو محتمل کو عین قرآن قرار دینا یقیناً جرم ہے۔ اسی لئے صرف اس سے نماز کی قرأت ہوکر نماز صحیح نہیں ہوسکتی کہ یہ عین قرآن نہیں۔

(۸) اندیشہ اور قوی اندیشہ ہے کہ اگر ایسا سلسلہ اسلام میں جاری ہوگیا تو لوگ نمازوں میں اسی کو پڑھنے لگیں گے۔ اور پھر کوئی نماز قطعاً صحیح نہ ہوسکے گی۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ نماز کے لئے قرآن شریف پڑھنا فرض ہے۔ اور یہ عین قرآن نہیں جن بعض علما سے اس کے خلاف نقل ملتی ہے ان کا رجوع ثابت ہے۔ اس لئے بلا الفاظ شائع کرنا آئندہ زمانہ کے لوگوں کی نمازوں کو غارت کرنے کی کوشش کے بھی مرادف ہے۔

(۹) قرآن شریف میں جگہ جگہ تلاوتِ الفاظ کا حکم ہے۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ (آپ ان پر تلاوت کیجئے) يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ (رسول ؐ مسلمانوں پر اس کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں) وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا (آپ قرآن مجید خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھئے) وغیرہ بلا الفاظ شائع کرنا ان سب احکام کی خلاف ورزی کے اسباب پیدا کرنا ہیں جو گناہ ہے یہ شبہ نہ ہو کہ تلاوت و ترتیل سے مضامین کا سمجھنا مراد ہے۔ کیونکہ اول تو تلاوت و ترتیل دونوں لفظوں کے حالات ہیں اور معنے سمجھے جاتے ہیں۔ ترتیل و تلاوت نہیں کئے جاتے۔ دُوسرے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ (رسول ؐ مسلمانوں پر آیات تلاوت کرتے ہیں) آگے یہ صفت بھی ہے۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (آپ ان کو اللہ کی کتاب اور دانائی کی باتیں سکھاتے ہیں) جس سے مقابلہ ہوکر یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ تلاوت محض الفاظ کی تلاوت سکھانا ہے۔ اور معانی کی یہ تعلیم فرمانا ہے۔

(۱۰) کلام الٰہی کی سخت ترین بے ادبی و گستاخی ہے۔ کہ خود کو اُس کے تابع نہ بنائیں

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

خدا کا خوف بڑی دولت ہے

گزشتہ سے پیوستہ

مولانا محمد سعید صاحب بانی مدرسہ عربیہ جمعیہ تعلیم القرآن ڈونگہ بونگہ (بہاولپور)

اسی قسم کا ایک اور واقعہ حدیث میں آتا ہے کہ تین آدمی سفر کر رہے تھے۔ موسلا دھار بارش آئی پناہ کے لیئے ایک غار میں داخل ہو گئے۔ بارش کی کثرت اور سیلاب سے ایک بہت بھاری پتھر غار کے منہ پر آ گیا اب ان تینوں کو یقین ہو گیا کہ اس جنگل اور پہاڑی علاقہ میں ہم کسی طرح بچ نہیں سکتے۔ اب ہر شخص نے ایک ایک دعا کی۔ پہلا شخص بولا کہ یا اللہ بندہ بکریوں کا دودھ جب لاتا تو بچوں سے پہلے ماں باپ کو پلاتا ایک دن ماں باپ سو گئے۔ بچے تمام رات بلکتے رہے۔ مگر تیرے خوف کی وجہ سے بچوں کو پہلے نہ پلایا۔ صبح تک برابر بچے بلکتے رہے جب ماں باپ اُٹھے تو پہلے ان کو پلایا۔ یا اللہ اگر یہ عمل تیرے خوف سے تھا۔ تو اس پتھر کو ہٹا دے۔ وہ پتھر ⅓ حصہ سرک گیا۔ آسمان نظر آنے لگا۔ دوسرا بولا میں نے ایک مزدور لگایا تھا۔ شام کو مزدوری لیتے وقت وہ روٹھ گیا کہ مزدوری کم ہے۔ اور چلا گیا۔ میں نے اس کی تجارت کی۔ کئی سالوں کے بعد آیا اور کہنے لگا خوف خدا کر اور میری مزدوری دیدے۔ میں نے اس کی مزدوری سے جو تجارت کرکے اونٹ بنا رکھے تھے۔ وہ اس کے سپرد کر دیئے۔ یا اللہ اگر یہ تیرے خوف سے کیا ہے تو اس پتھر کو دُور کر دے۔ وہ پتھر اور سرک گیا۔ تیسرا بولا یا اللہ میں ایک عورت پر عاشق ہو گیا اور اس کو برائی کی طرف بلایا تو اس نے رقم مانگی۔ میں نے مزدوری کرکے رقم جمع کرکے اس کے حوالہ کی۔ ہم دونوں ایک مکان میں جمع ہو گئے۔ مکان بند تھا۔ کپڑے اُترے ہوئے تھے۔ عورت بولی کوئی دیکھتا تو نہیں۔ میں نے کہا بالکل نہیں۔ عورت بولی واللہ باللہ۔ خدا یہاں بھی دیکھ رہا ہے۔ مجھے تیرا خوف طاری ہوا اور میں تیرے ڈر کی وجہ سے عورت کو چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ یا اللہ اگر یہ عمل تیرے خوف کی وجہ سے کیا تھا تو اس پتھر کو دور کر دے۔ خدا کی رحمت ہوئی وہ پتھر بالکل غار سے دُور جا پڑا۔ تو خدا کا خوف دونوں جہان میں کام آتا ہے۔ خدا سے ڈر جانا بڑی دولت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا خوف عطا فرماویں۔ آمین

آؤ میرے مسلمان بھائیو آج بھی ہم اگر توبہ کر لیں اور خدا کا ڈر اپنے دل میں پیدا کریں تو یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ مگر باوجود اتنے وعظوں کے توبہ نصیب کیوں نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم حرام کا لقمہ کھاتے ہیں اور حرام کا لقمہ کھانے والے کو توبہ نصیب نہیں ہوتی۔ حرام کا لقمہ بہت ہی بُری چیز ہے۔ حجاج بن یوسف نے ایک درویشوں کے گروہ کو جو ہر ظالم بادشاہ کو بد دعا دے کر تباہ کر دیا کرتے تھے۔ حرام کا لقمہ کھلایا۔ ان کی دعوت کرکے حرام کھانا کھلا کر کہنے لگا۔ آج میں ان کی بد دعا سے مامون اور بے خطر ہو گیا ہوں۔ حرام کا لقمہ کھانے سے دُعا قبول نہیں ہوتی۔ نیز انسان خدا سے نڈر ہو جاتا ہے۔ توبہ کی بھی توفیق زائل ہو جاتی ہے۔ آج پاکستان کے اندر ہر پیشہ والے تجارت وزراعت و ملازمت تمام کسبوں والے لوٹ کھسوٹ میں منہمک ہیں جو حالت دفتروں عدالتوں میں رشوت کی ہو رہی ہے۔ احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ ہر شخص کا نعرہ ھل من مزید کا ہے۔ کس کس کا ذکر بیان کیا جائے۔ ع

تن ہمہ داغ داغ شدم
پنبہ کجا کجا نہم

حرام کے لقمہ سے دل سیاہ اور پتھر ہو جاتا ہے۔ اسی واسطے پاکستان کے اندر عدل و انصاف، رحم و محبت، حیاء، خوف قطعاً نہیں رہا کہ وہ سب حرام کی کمائی کھاتے ہیں الا ماشاء اللہ۔ حرام کے لقمہ سے اندھیرا آتا ہے اور حلال کے لقمہ سے نور آتا ہے عبادت کی توفیق ہوتی ہے۔ خدا کا خوف پیدا ہوتا ہے۔ اور ایمان تازہ ہوتا ہے۔ طرح طرح کے انوارات پیدا ہوتے ہیں۔ ایک واقعہ لکھا ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے اندر ایک شخص شیخ عبداللہ نامی تھے۔ گھاس فروش تھے۔ جب گھاس کی گٹھڑی لاتے تو لوگ دوڑ کر ایک دوسرے سے بڑھ کر عجلت لینے میں کرتے۔ وہ چھ پیسوں کی گھاس بیچا کرتے دو پیسے خرچ کرتے دو پیسہ خیرات کرتے۔ دو پیسہ جمع کرتے۔ جب کچھ جمع ہو جاتے تو حضرت گنگوہیؒ۔ حضرت نانوتویؒ وغیرہم حضرات کی دعوت کرتے اور یہ شیخ عبداللہ گھاس فروش کوئی معمولی آدمی نہ تھے۔ ان کی بہت اُونچی شان تھی۔ جس وقت تحصیلدار نے دارالعلوم دیوبند کی رپورٹ کی کہ اس میں فوجی ٹریننگ دی جاتی ہے اور کابل سے مل کر سازش کی جاتی ہے کہ انگریزوں کا تختہ اُلٹ دیں۔ بہت مفصل رپورٹ ہوئی تو حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ نے شیخ عبداللہ سے کہا کہ رپورٹ ہو گئی ہے خیال رکھنا۔ اس کے بعد شیخ عبداللہ کئی دن روپوش رہے۔ ایک دن ہنستے ہنستے آئے اور کہنے لگے۔ حضرت جی مطمئن ہو کر پڑھاتے جاؤ۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پورا پورا اطمینان کر لیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ ان کو کہدو تسلی سے پڑھاتے رہیں ان کا کوئی بال بھی بیکا نہ کر سکے گا لکھا ہے کہ دارالعلوم دیوبند کی اس کے بعد پھر مخالفین نے ڈائری دی تو انگریز آیا تو حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ حدیث پڑھا رہے تھے۔ وہ لکھنے تو کچھ آیا تھا مگر انگریز نے دیوبند کی اتنی تعریف لکھی کہ پھر کسی مخالف کو شرم کے مارے موقعہ شکایت کا مل ہی نہ سکا۔ البتہ سی آئی ڈی نے پھر رپورٹ خلاف کر دی تو انگریز جس کے پاس وہ کاغذات تھے گاڑی سے سفر کر رہا تھا۔ اچانک دیوبند جب گاڑی ٹھہری تو اس نے دریافت کیا کہ یہ کونسا اسٹیشن ہے بتایا گیا۔ دیوبند ہے۔ بہت ہی آگ بگولہ ہو کر کہنے لگا وہ دیوبند ہے۔ جس کی رپورٹ ہے۔ میں اس کی تفتیش فلاں تاریخ کو کروں گا اس کی اطلاع حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو دی گئی۔ حضرت کچھ دیر سرنگوں ہوئے اور فرمایا بلکہ ہنس کر فرمایا کہ انشاء اللہ وہ مردود کچھ نہیں بیگاڑ سکے گا۔ جاؤ کام کرو وہ آ ہی نہیں سکیگا۔ اس کے بعد جب وہ تاریخ قریب آئی تو دیوبند کے ارد گرد اتنی دبا پھیلی کہ انگریز نہ آیا۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ آ گیا تھا۔ میں شیخ عبداللہ کی بات کر رہا تھا۔ جب سال کے بعد وہ دعوت کرتے اور حضرت گنگوہیؒ حضرت نانوتویؒ حلال کا لقمہ کھاتے تو فرماتے چالیس دن تک، اس حلال کے لقمہ کا ایسا اثر رہتا کہ وہ انوارات آتے کہ سبحان اللہ احاطہ تحریر سے باہر ہیں اور ہمیشہ

سال تک اس کی دعوت کا انتظار رہتا۔ سو دوستو حلال کے لقمہ سے نور آتا ہے اور حرام کے لقمہ سے ظلمت اور اندھیرا آتا ہے۔ ہم مسلمانوں کو پیسے مل جانے چاہئیں۔ ہم پھر نہیں دیکھتے کہ یہ رشوت کے پیسے حرام ہیں۔ اس کو خوب استعمال کرتے ہیں اور مزے اڑاتے ہیں۔ ہر پیشہ ور حرام کھانے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ مزدور غریب سے امیر تک اور چپڑاسی سے وزیروں گورنروں تک سب کی کمائی حرام کی ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ یاد رکھو۔ ڈاکوؤں میں جو سب سے بڑا ڈاکو ہوتا ہے۔ وہی ان کا سردار ہوتا ہے۔ اور چوروں میں جواریوں میں بھی یہی دستور ہے۔ یوں جب تم بُرے ہو۔ تم سے بدتر تمہارے سردار سالار بنیں گے۔ اگر تم حاکم بہتر چاہتے ہو تو اول تم خود اچھے بنو ورنہ بھگتو اور بھگتے جاؤ۔ تم پر ایک دن سے ایک دن بد سے بدتر آتا جائیگا اور اگر تم اپنی اکثریت خدا سے ڈرنیوالوں کی بنا لو تو اللہ تبارک تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے تم پر حاکم خدا سے ڈرنیوالے عدل و انصاف کرنے والے تعینات فرما دیگا۔ یہ یقیناً پاکستان کے اندر گند ہے۔ یہ سب عذاب الٰہی ہے۔ دفتروں، عدالتوں، دکانوں، کھیتوں، گھروں میں ہر جگہ ھل من مزید کا نعرہ لگ رہا ہے اور ہر طرف ظلمات ہی ظلمات نظر آتے ہیں۔ ان تمام گناہوں کا سبب محض خداوند تعالیٰ سے نڈر ہو جانا ہے اگر تم اپنے ملک اور زندگی کی بہبودگی چاہتے اور اپنی آخرت ۴۴ کا بھلا کرنا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کا خشیہ اور خوف پیدا کرو۔ جب آپ اللہ سے ڈرنے لگیں گے تو اللہ تعالے تمام بھلائیوں کی کنجیاں تمہارے ہاتھ دیدینگے۔ من کان للہ کان اللہ لہ۔ میرے سارے مضمون کا ماحصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف بڑی دولت ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بقیہ ذکرِ الٰہی صفحہ ۱۲ سے آگے

قرآن پاک کی تلاوت سے اپنے قلب کو گرمائیے۔ اس کے اوامر و نواہی پر عمل کیجئے۔ اس میں مذکورہ قصص سے عبرت حاصل کیجئے۔

علاج کے ساتھ پرہیز بھی ضروری ہے۔ اور وہ ہے گناہوں سے بچنا۔ ہر وہ کام جس کی شریعت میں ممانعت ہے اس کا کرنا گناہ ہے۔ پرہیز اور علاج پر مداومت قلب کے زنگ کو دور کر دے گا۔

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"میرے فرزند! حلال طعام کھاکر اپنے دل کو صاف کر۔ تو تو اپنے خدا کو پہچانے گا۔ اپنا کھانا، کپڑا اور دل صاف کر۔ تو تو خود صاف ہو جائیگا تصوّف لفظ صفا سے مشتق ہے۔ صوف پوش سچا صوفی اپنے دل کو ما سوی اللہ سے صاف کیا کرتا ہے۔ یہ چیز کپڑے رنگنے، منہ زرد کرنے، کیفیتیں جمع کرنے حکایات صالحین بیان کرنے . . . . سے نہیں آتی بلکہ یہ ان باتوں سے حاصل ہے۔ (۱) طلب خدا میں صدق (۲) دُنیا میں زہد (۳) مخلوق سے دل جدا کرنا۔ (۴) ما سوی اللہ سے الگ ہو جانا۔

(از فیض سبحانی مجلس ۲۵)

ذکرِ الٰہی سے تقرب الٰہی حاصل ہوتا ہے

تقرب الٰہی کے جویاں، اللہ کی رحمت اور فضل و کرم کے متلاشیوں، اور اس کی رحمت کے امیدواروں کا فرض ہے کہ ذکرِ الٰہی بکثرت کریں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ (عن ابی ہریرۃ رضؓ) ان اللہ تعالیٰ یقول انا مع عبدی اذا ذکرنی و تحرکت بی شفتاہ (مشکوٰۃ شریف بحوالہ بخاری شریف)

ترجمہ۔ تحقیق اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جبکہ وہ میرا ذکر کرتا ہے۔ اور اس کے دونوں ہونٹ میرے ذکر سے ہلتے ہیں۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک شخص خلوت میں ایک درویش کے پاس گیا اور سوال کیا تنہا کیوں بیٹھے ہو؟

درویش نے جواب دیا۔ "ایں دم تنہا شدم کہ تو آمدی مرا از حق مانع آمدی۔" یعنی میں پہلے تو اکیلا ہرگز نہ تھا۔ یادِ الٰہی میں مشغول تھا اور میرا مولیٰ پاک میرے ساتھ تھا۔ البتہ جب تو آیا اور میرے ساتھ بات چیت شروع کر دی۔ اور میں ذکرِ الٰہی چھوڑ کر تیری طرف متوجہ ہوا تو میں اکیلا ہو گیا۔ (نفحات الانس مولانا جامی)

بچوں کا صفحہ

مانگی ہوئی چیز کو واپس کرنا

(از جناب صوفی محمد شفیع عمرالدین میرپور خاص)

۱- حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے حدیث کے عالم گزرے ہیں۔ آپ کی پرہیزگاری کے بارے میں عجیب باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۲- آپ کا وطن **مرو** تھا۔ ایک مرتبہ آپ اپنے وطن سے شام کو گئے۔ شام میں ایک شخص سے آپ نے قلم مانگ کر لیا تھا۔ بھول کر وہ اپنے ساتھ لے آئے تھے۔ یہ قلم واپس کرنے کی خاطر آپ نے یہ سفر کیا۔ (از بستان المحدثین)

۳- پیارے بچو! اس بلند پایہ اور سچی مثال سے ہمیں سبق لینا چاہیئے جب کسی سے کتاب یا کوئی اور چیز مانگ کر لیں تو احتیاط سے واپس کرنے کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ یہ عادت بہت بری ہے کہ مانگی ہوئی چیز واپس نہ کی جائے۔ جو ایسا کرتا ہے وہ اپنا اعتبار گنوا دیتا ہے۔

۴- انگریزی دان طبقہ اکثر کہا کرتا ہے کہ "HE WHO LENDS A BOOK IS A FOOL, AND HE WHO RETURNS IT IS A GREATER FOOL"

جو کتاب کسی کو عاریتاً دے وہ بے عقل ہے اور جو مانگی ہوئی کتاب کو واپس کر دے وہ بڑا بیوقوف ہے۔

ایسی غلط باتیں ہمارے لئے حجت نہیں۔ ہمیں اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنا چاہیئے۔ مولانا شبلی مرحوم نے کیا ہی خوب نصیحت فرمائی ہے کہ ایک نکتہ داں شخص نے کس قدر سچ کہا ہے۔ کہ "ہم کو صرف یہی رونا نہیں ہے کہ ہمارے زندوں کو یورپ کے زندوں نے مغلوب کر لیا ہے۔ بلکہ یہ رونا بھی ہے کہ ہمارے مردوں پر بھی یورپ کے مردوں نے فتح پالی ہے۔

ہر موقعہ اور ہر محل پر جب شجاعت، ہمت، غیرت، علم و فن، غرض کسی کمال کا ذکر آتا ہے، تو اسلامی ناموروں کی بجائے یورپ کے ناموروں کا نام لیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ نہیں۔ کہ ہماری قوم سے حمیّت کا مادہ بالکل جاتا رہا ہے۔ بلکہ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جدید تعلیم میں ابتدا سے اخیر تک اس بات کا موقعہ ہی نہیں ملتا کہ اسلاف کے کارناموں سے واقفیت حاصل کی جائے۔ (مقالات شبلی حصہ اول تذکرہ حضرت اسماءؓ ص۱)

۵- الحاصل کسی کو کوئی کتاب وغیرہ عاریتاً دینا برا فعل نہیں بلکہ اچھی بات ہے۔ لینے والے کو اس کا واپس کرنا بھی بہتر بات ہے۔

(بقیہ بلا متن قرآن مجید صفحہ ۱۶ سے آگے)

الٹا اسی کو اپنے تابع بنائیں۔ ضروری کام تو یہ تھا کہ ہر مسلمان اس قدر عربی اور اس کے کمال کے علوم حاصل کرتا کہ خود براہ راست کلام الٰہی کو خوب سمجھتا اور اپنے کو قرآنی زبان کے تابع بنانا۔ یہ سخت گستاخی ہے کہ قرآن مجید کو اپنے تابع بنایا جاتا ہے کہ اس کو اپنی زبان میں کر لیا جاتا ہے۔ وہ بھی اگر مکمل نہیں ہو سکتا تو کچھ جز کر لیتے ہیں۔ اگر ترجمہ و لفظ دونوں ساتھ ہوتے ہیں تو ترجموں کو لفظوں کے فہم کا ذریعہ اور اس کے تابع کہا جا سکتا ہے۔ اور جب صرف ترجمہ ہی ترجمہ ہوگا قرآن کے الفاظ نہ ہوں گے تو ترجمہ تابع نہ رہا۔ قرآن مجید کو اپنی زبان کے اور اپنے تابع کر لینے کی سخت بے ادبی و گستاخی ہوئی۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس فتنہ یورپ کی دھوکہ بازی سے بچائیں۔ اور قرآن شریف کی صحیح خدمت و حفاظت کی توفیق دیں واللہ تعالےٰ اعلم فقط

بدل اشتراک
سالانہ ۵/ لعہ
ششماہی ۳/ ۲ ے
فی پرچہ ۲/

منظور شدہ محکمۂ تعلیم
۱۔ لاہور زون بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ ۔ مورخہ ۳ر مئی ۱۹۵۶ء
۲۔ پشاور زون بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C/۲۷۳۰ ، ۲۲۸۱ ۔ مورخہ ۷ر ستمبر ۱۹۵۶ء

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷
ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر نے چھپوا کر دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا۔